Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر: ل ۶۷

۲۹ ظہور ۱۳۴۲ ہش	۹ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ	۲۹ اگست ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۴ اگست (۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے:۔

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ ٹھیک رہی رات نیند آگئی۔ اس وقت بھی طبیعت ٹھیک ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

لاہور ۲۲ اگست الفضل میں شائع شدہ اطلاع کے مطابق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے اپنی صحت کے بارہ میں فرمایا:۔

میری بیماری لمبی ہو گئی ہے اور کمزوری بہت بڑھ گئی ہے کل مجھے بے حد گھبراہٹ اور ضعف رہا اور ٹانگوں میں بھی بہت کمزوری ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو بھی اپنے فضل سے جلد شفا بخشے۔ آمین۔

قادیان ۲۷ اگست محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ

سرینگر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم اسےشمی کی تقریبات

مبلغ سلسلہ کی طرف سے عقیدت کے پھول

(از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن سرینگر (کشمیر))

قلمدان پورہ میں تقریر

مورخہ ۱۸ اگست کو مکرم عزیز کاشمیری صاحب ایڈیٹر روشنی کی طرف سے خاکسار کو دعوت نامہ ملا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قلمدان پورہ میں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مورخہ ۱۸ اگست کو جلسہ منعقد ہوگا۔ آپ بھی سیرت کے کسی موضوع پر تقریر کریں۔ چنانچہ خاکسار اتوار کے دن بعد نماز مغرب شریک جلسہ ہوا۔ صدارت کے فرائض مکرم غلام محی الدین صاحب پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول خوبی ادا کر رہے تھے۔ خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں انسان کامل کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنی خدا تعالیٰ نے کے عشق و محبت اور عرفان کے بارگراں کو اٹھانے کی کسی دوسری مخلوق میں صلاحیت نہیں تھی۔ اس امانت کو ایک انسان کامل حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا اس لئے کہ وہ عشق الٰہی میں اپنے نفس پر سختی برداشت کر سکتے تھے اور جو مصائب اور مشکلات اس راہ میں آپ کو برداشت کرنا پڑتی ہیں ان کو بھلا دیتے ہیں اور اپنا قدم آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔

محبت الٰہی اور عبادت الٰہی میں آپ کی محویت دیکھ کر اہل مکہ نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰى رَبِّهٖ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے یہی آپ کی وہ پاکیزہ زندگی تھی جس نے خدا کے فضل کو اپنے اندر کامل طور پر جذب کر لیا تھا آپ کی اس پاکیزہ زندگی اور حسن سلوک کی شہادت خود آپ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی نے دی جبکہ آپ پہلی وحی کے نتیجہ میں گھبرائے ہوئے آئے تو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا کہ "خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خدا آپ کو رسوا کرے۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق کا آپ مجسمہ ہیں۔

قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مقدس زندگی کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ "قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہ میری عبادات و قربانیاں اور موت و حیات سب خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔

موت و حیات میں دونوں ہی تیری خاطر
جینا تری گلی میں مرنا تری گلی میں

اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کا یہ درجہ بیان فرمایا ہے کہ "وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" کہ غزوۂ جنگ بدر کے موقعہ پر کنکریاں جو آنحضرت نے پھینکی تھیں وہ آپ نے نہیں بلکہ خدا نے پھینکی ہیں۔ اسی طرح بیعت رضوان کے واقعہ پر فرمایا "اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ" کہ جس ہاتھ پر مسلمان بیعت کر رہے تھے وہ دراصل خدا کا ہاتھ تھا۔

زاں غنا شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکر او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدہد زاں روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ بیان کرتے ہوئے خاکسار نے آپ کا موازنہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی قوموں سے کیا ان کے مقابلہ میں آنحضور کے فدائی آپ پر جان دینے کو تیار رہتے۔ اسی طرح عرب کے وحشی اور جاہل لوگ دنیا کے سردار بن گئے اور یورپ کو تہذیب کا سبق دیا۔

آخر میں خاکسار نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا فیضان آج تک ممتد ہے کہ آپ کی اتباع اور پیروی کے نتیجہ میں آج بھی ایک شخص آپ کی امت میں سے مسیح موعود کی شکل میں ہزاروں نفوس کے لئے پیدا کیا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ؕ یعنی اگر تم خدا سے محبت رکھتے

(باقی ص۳ پر)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا بہترواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء منعقد ہوگا

(از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعوں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کرکے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

مبارک تحریکِ دُعا کے بابرکت ہونے کی بشارات

احبابِ جماعت کی مبشر خوابیں

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر سلمہ اللہ تعالیٰ کی رقم

تہجد۔ دعاؤں اور درود شریف کی جو تحریک یکم اگست تا ۹ ستمبر ۱۹۶۳ء میں نے پچھلے دنوں کی تھی۔ اس تعلق میں بیسیوں دوستوں نے اپنی خوابیں بیان کی ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ ہمارا رب جو قادر و توانا ہے ہماری اس ناچیز کوشش کو شرفِ قبولیت عطا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ایک دعاگو بزرگ دوست کو جنہوں نے اپنا نام بعض وجوہ کی بنا پر اس تحریک میں نہیں لکھوایا تھا یکم اگست کی رات خواب میں کہا گیا۔ اُٹھو اور غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کرو۔ ایک اور دوست کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے

بارك الله لكم فى هذه المجاهدة

یعنی اللہ تعالےٰ تمہارے اس مجاہدہ کو بہت سی برکتوں کا موجب بنائے۔ ایک اور دوست نے لکھا ہے کہ مبارک تحریک دعا میں اپنی کمزوریوں کی وجہ سے شمولیت سے تردد کر رہا تھا۔ لیکن دل میں جوش موجزن تھا چنانچہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ مجھے کسی نے آواز دی۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو ہم تم کو سب نظارے دکھائیں گے اور دیں گے میں نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے جوانی کی حالت میں صحتِ کاملہ کے ساتھ دکھائے جائیں۔ چنانچہ میں نے حضور کو کامل صحت کے ساتھ کام کرتے دیکھا پھر آواز آئی کوئی اور خواہش ہے خاکسار نے خواہش کا اظہار کیا کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے تو بہت اچھا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کروائی گئی۔ پھر آواز آئی کوئی اور خواہش ہے تو کہو خاکسار نے کہا کہ اگر حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو بہت مشکور ہوں گا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں دل میں بہت خوش ہؤا اور خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر بعد میں خواب میں کہا گیا کہ دیکھو تم نے اس مبارک تحریک میں شامل ہونے کا ارادہ کیا تو خدا تعالےٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ وہ تم لوگوں کے ساتھ کس طرح شاندار سلوک کرے گا۔

اس کے علاوہ بھی دوستوں کو اس مجاہدہ کے بابرکت ہونے کے متعلق بہت سی خوابیں آئی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرمائے اور ہمارے گھروں کو اپنے نور برکت فضل اور رحمت سے بھر دے اور ہماری اولادوں کو ان حسنات میں حصہ دار بنائے جو کسی شخص کو خدا تعالےٰ کی رحمت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کے طفیل حاصل ہو سکتی ہیں۔ آمین۔

جن دوستوں نے اس تحریک میں نام نہیں لکھوائے ان سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی ان ایام میں کثرت سے دعائیں کریں اور درود شریف پڑھیں اور حتی الوسع نمازِ تہجد پڑھنے کی کوشش کریں تاکہ وہ بھی ایک حد تک ان برکات میں حصہ دار بن سکیں۔

خاکسار مرزا ناصر احمد صدر۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کیلئے تحریکِ دُعا

جیسا کہ احباب کو علم ہے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ایک عرصہ سے بہت بیمار ہیں۔ ان دنوں آپ لاہور تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کو بخار، گھبراہٹ اور بے چینی کی تکلیف ہے اور کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے

مورخہ ۲۲ر اگست کو ڈاکٹر اختر صاحب اور ڈاکٹر رشید صاحب نے کرنل ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اور ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب کی معیت میں آپ کا معائنہ کیا اور غور و خوض کے بعد بعض دوائیاں تبدیل کیں۔ نیز خون تبدیلی کا بھی مشورہ دیا۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ موجودہ ایام میں حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں۔

یادِ ایام

اگست ۱۹۴۷ء کے آخری ہفتے میں قادیان سے ہجوری شروع ہوئی تھی۔ اسی کو ملحوظ رکھ کر اگست کے آخری ہفتے کے پرچے میں قادیان کی گلیوں کو یاد کر رہا ہوں۔ یوں تو قادیان کی گلیاں ہمہ اوقات آنکھوں میں پھرتی رہتی ہیں لیکن جب اگست کا مہینہ آتا ہے تو طائر تخیل پرواز کرکے قادیان کی گلیوں پر پرواز کرنے لگتا ہے۔ اکمل

آتی ہیں یاد مجھ کو وہ قادیاں کی گلیاں
وہ قادیاں کی گلیاں۔ دار الاماں کی گلیاں

مینار اس گلی کا جنت کا اک نشاں ہے
اس سے ہوئیں منور سارے جہاں کی گلیاں

گلیوں میں اک گلی ہے جو نور میں ڈھلی ہے
نورانی اس نے کر دیں سب قادیاں کی گلیاں

اس کی گلی سے ہو کر پہنچیں گے ہم خدا تک!
آؤ تمہیں دکھاؤں اس لامکاں کی گلیاں

محمود آج کل ہے اس کا گل شگفتہ!
خوشبو سے ہیں معطر باغِ جناں کی گلیاں

فرقت کی یہ راتیں یارب کیوں لمبی ہو رہی ہیں
رحمت سے پھر دکھا دے دار الاماں کی گلیاں

فرقت کے صدمے یارب کب تک سہیں گے ہم سب
اکمل کو پھر دکھا دے اس دلستاں کی گلیاں

ولادت مکرم عبد اللہ صاحب رشی نگر کشمیر کو خدا تعالیٰ نے مورخہ ۸ر اگست کو لڑکا عطا فرمایا ہے اس خوشی میں ان کی اہلیہ صاحبہ نے مبلغ ۵/- روپے اشاعتِ اسلام میں اور ۵/- روپے درویش فنڈ میں بھجوائے ہیں دعا کی درخواست کرتی ہیں اللہ تعالیٰ بچہ کو نیک خادم دین بنائے اور درازی عمر عطا فرمائے والدین کیلئے قرۃ العین ہو۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مبارک تحریکِ دعا یکم اگست تا ۹ ستمبر ۱۹۶۳ء روزانہ تین سو مرتبہ درود شریف و نمازِ تہجد۔ اسلام کے روحانی غلبہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کامل شفایابی کیلئے دعائیں

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اصلاح اور امید کا ایک پیغام ہے!

اس پیغام کی حامل جماعت کو ہمیشہ امید اور اصلاح کے جذبہ سے سرشار رہنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ر جنوری ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

دین میں ہر ایک وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر کھڑا ہوتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی خاص مشن ہوتا ہے۔ دنیا میں اکثر سچائیاں ابتدائے آفرینش سے ہی بنی نوع انسان پر ظاہر کر دی گئی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ صداقتیں ابتداء سے ہی ظاہر کی گئی تھیں۔ انسانی طبیعت چونکہ ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ جب تک خاص طور پر کسی امر کے متعلق زور نہ دیا جائے اس کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے زمانہ کے حالات اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر ہر نبی اور مامور کے ذریعہ خاص باتوں پر زور دیا۔

اس وقت مجھے اس بات کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں کہ پچھلے انبیاء کیا کیا مشن لائے تھے

مشہور انبیاء

جن کے سپرد خاص خاص کام ہوئے ان کے مشن دنیا پر ظاہر ہیں۔ آج میں اس امر کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے لئے کیا خاص مقصد اور مشن لے کر آئے تھے اس سے میری غرض یہ نہیں ہے کہ میں اس وقت وہ تعلیمات بیان کروں جو پہلے انبیاء دیتے آئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دی ہے۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ ہر نبی جو اپنے زمانہ میں بنی نوع کے اندر خاص خیال پیدا کرتا رہا ہے اور تمام انبیاء اپنے زمانہ کے لوگوں کی حالت دیکھ کر کوئی خاص خیال ان کے اندر جاگزیں کرنا چاہتے تھے ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ نے کونسا خاص خیال دنیا میں پیدا کرنا چاہا ہے۔

پھر میری غرض اس سے یہ بھی نہیں ہے کہ میں ان بدیوں یا ان نیکیوں کو بیان کروں جن کو دور کرنے یا جن کو پیدا کرنے کے لئے انبیاء آتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے زمانہ میں ان بدیوں کو چھوڑنے اور نیکیوں کے کرنے پر زور دیا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی

توحید الٰہی

ہے۔ ہر نبی نے اس پر زور دیا ہے لیکن انسان کی دماغی ترقی کے ساتھ ساتھ توحید کا بیان بھی زیادہ واضح اور زیادہ بین ہوتا گیا ہے یہاں تک کہ جیسے نبیوں [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کیا ہے کسی نبی نے ایسے رنگ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ دوسری امتوں کے انبیاء نے اس طرح بیان نہیں کیا چنانچہ پچھلے دنوں میں نے اس کے متعلق اپنے بعض خطبات میں کچھ روشنی ڈالی تھی اسی طرح نیکیوں میں سے

خدا تعالیٰ کی محبت

ایسی نیکی ہے کہ سب انبیاء اس پر زور دیتے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس پر زور دیا ہے اور اس زمانہ کی خاص بدیوں میں سے ایک بدی دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے۔ اس کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت زور لگایا ہے۔ میری مراد اس قسم کے عقائد یا اعمال کے متعلق آپ کی کوششوں کا ذکر کرنا نہیں بلکہ میری مراد دماغی تغیر یعنی دماغ میں ایسا خیال پیدا کرنا ہے جس کے ماتحت دنیا کے سارے اعمال آ جاتے ہیں۔ پس اس وقت میری مراد خاص اعمال سے نہیں خاص اعتقادات سے نہیں بلکہ روح عمل اور منشاء کی روح سے ہے۔

اس بات کے لئے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی تعلیمات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں دو باتیں نظر آتی ہیں۔ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر زور دیا ہے اور جن پر اس رنگ میں روشنی ڈالی ہے جس رنگ میں آپ سے پہلے نہیں ڈالی گئی۔ ان میں سے ایک تو امید کا پیغام ہے۔ مختلف زمانوں میں مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انبیاء نے خیالات کی رو پیدا کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی مقدر تھی کہ آپ نے دنیا میں امید کی رو پیدا کرنی چاہی

امید سے میری مراد

وہ طرب اور خوشی نہیں کہ انسان اس حالت کے ماتحت ہر قسم کے افکار سے بچ جاتا ہے۔ پھر امید سے میری مراد آرزو بھی نہیں انسان اس کے اثر کے نیچے اعمال میں کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر امید سے میری مراد محض التجاء اور دعا بھی نہیں کہ التجا اور دعا محض بے کسی اور بے بسی پر دلالت کرتی ہے بلکہ امید سے مراد ان باریک در باریک قوتوں ان نہاں در نہاں طاقتوں اور مخفی در مخفی مقدرتوں پر اطلاع پانا ہے جو انسان کے اندر اس لئے پیدا کی گئی ہیں۔ کہ وہ اس مقصد وحید کو پائے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جائے۔ سو امید سے میری مراد یہ ہے کہ انسان نہایت ہی زبردست طاقتوں بہت وسیع قوتوں اور بے انتہاء مقدرتوں کو لے کر پیدا ہوا ہے اور امید سے میری مراد یہ ہے کہ اس کے محدود جسم میں غیر محدود طاقت مخفی ہے اور امید سے میری مراد یہ ہے کہ جو مقصد وحید انسانیت کے سامنے ہے اس کے حصول [illegible] کی طلب میں امید پیدا کی گئی ہے۔ یہ خیال ہے جو پہلے کسی نبی نے اس زور اس قوت اور اس وضاحت کے ساتھ دنیا میں پیش نہیں کیا جس زور، وضاحت اور قوت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے۔

پہلے انبیاء کے وقت

کئی قسم کے خوف دلائے گئے۔ امیدیں دلائی گئیں مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی کوششیں کی گئیں وہم میں پڑے ہوئے لوگوں کو حقیقت کی طرف لانے کی کوشش کی گئی۔ سستوں اور غافلوں کو ہوشیار اور چست بنانے کی تدبیریں کی گئیں اپنی تیزی طبع سے دوسروں کے جذبات کو پامال کرنے والوں کو پیچھے کھینچا گیا مگر امید کا پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا کسی نے پیش نہیں کیا۔

پھر دوسری تعلیم جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے نئے رنگ میں پیش کیا اور جسے آپ نے اپنی تحریر اور بیانات کا مغز بنا لیا وہ اصلاح ہے آپ نے اس امر کو پیش کیا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اصل مقصود نہیں سب اعمال پوست اور چھلکا ہیں۔ ایک قسم کی پوشش اور لباس ہیں ان تمام پوششوں اور چھلکوں کے درمیان ایک اور مغز ہے ان تمام لباسوں کے نیچے ایک اور جسم ہے اور وہ روح تقویٰ ہے جو اعمال کا پیدا ہوتا ہے اگر کسی اچھے سے اچھے اور خوبصورت سے خوبصورت کام کے نتیجہ میں بدی اور بدکاری فساد اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو وہ عمل اچھا نہیں کیونکہ جس چیز کا روحانی نتیجہ اچھا نہیں نکلتا وہ اپنی ذات میں اچھی نہیں۔ اسکا نتیجہ ہے

تمام اعمال میں اصلاح

مدنظر ہونی چاہیئے لیکن اس اصلاح سے مراد وہ سطحی اصلاح نہیں۔ جیسے کسی شاعر نے یہ کہہ دیا ہے۔

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

کہ مصلحت کے ماتحت جھوٹ بولنا فتنہ پیدا کرنے والی سچائی سے بہتر ہے یہ کوتاہ خیال اور سطحی نظریہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ جس میں صرف اس بات کو دیکھا گیا ہے کہ ہمارے عمل کا عاجل نتیجہ کیا نکلا کرتا ہے۔ اور یہ نہیں دیکھا گیا کہ بعد میں آنے والا بھی اثر ہوتا ہے جو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اس خیال کے لوگوں نے اس بات پر غور کیا ہے کہ

بعض دفعہ سچائی

سے فوری طور پر کوئی فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے امن قائم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں دیکھا کہ دنیا کے ہزاروں ہزار لوگ بلکہ دنیا کے تمام لوگ نیتوں کو نہیں دیکھتے نتیجوں کو دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ان میں کسی کی نیت پڑھ لینے کی طاقت نہیں ہوتی پس جب لوگ کبھی کو جھوٹ بولتے دیکھیں گے۔ تو انہیں یہ نہیں نظر آئے گا کہ جھوٹ بولنے والے کی نیت کیا ہے بلکہ وہ یہ سمجھیں گے کہ فلاں آدمی جس پر انہیں اعتماد اور بھروسہ ہے وہ جھوٹ بولتا ہے

ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جھوٹ پھیل جائے گا اور اس طرح

اخلاقی ملکی اور قومی تباہی

آجائے گی ۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض دفعہ سچ بولنے سے فساد پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور جھوٹ بولنے سے فساد دب جاتا ہے ۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ آخر کار اس سے دنیا کا امن برباد ہو جاتا ہے ۔ یہ خیال کرنے والوں نے اس بات کو نہیں سوچا اور نہ یہ سوچا ہے کہ راستی کے یہ معنے کب ہیں جسے معلوم ہوا سے ضرور بیان کرتا پھرے ۔ راستی اور جھوٹ کے درمیان ایک اور درجہ بھی ہے اور وہ خموشی ہے ۔ بے شک جھوٹ برا ہے اور بے شک سچائی بھی

فساد کا باعث

بن جاتی ہے مگر ایک شخص کیوں سچ یا جھوٹ بولے ۔ جب اسے سچ کے لئے یہ راستہ کھلا ہے کہ خموش رہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد اصلاح سے یہ نہ تھی کہ انسان بظاہر فتنہ پیدا کرنے والے امور سے بچ جائے کیونکہ بہت دفعہ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ بعض امور فوری طور پر فتنہ کا موجب ہوتے ہیں ۔ لیکن حقیقی نتیجہ ان کا بہت اعلیٰ نکلتا ہے ۔ اس لئے اصلاح سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تھی کہ انسان کو سب باتوں پر وسیع نظر ڈال کر ان تمام اثرات کو دیکھ کر جو کسی کام کے پیدا ہو سکتے ہیں ۔ خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی ۔ دینی ہوں یا دنیاوی ۔ مخلوق سے تعلق رکھتے ہوں یا خالق سے ان کا موازنہ کرنا چاہیئے ۔ اور پھر جس کام کے نتیجہ میں انجام کار بہتری ہو ، وہ اختیار کرنا چاہیئے ۔

یہ دو پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے دیئے ہیں کہ اگر دنیا ان پیغاموں کی طرف توجہ کرے ۔ تو آج تمام تکالیف دور ہو سکتی ہیں ۔ دنیا کی ظلمت کافور ہو سکتی ہے ۔ نور کی شعاعیں دنیا کے نہایت تاریک گوشوں تک پہونچ سکتی ہیں ۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ زمانہ

امید اور اصلاح کا زمانہ

ہے اور اس میں مایوسی کا سر کچلا گیا ہے کیونکہ مایوسی شیطان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پیشگوئی ہے کہ وہ شیطان کا سر کچلے گا ۔ اور شیطان کو عربی میں ابلیس کہتے ہیں جس کے معنی ہیں مایوس ہونے والا گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ مایوسی کو کچل دیا جائے گا ۔ ورنہ یہ معنی نہیں کہ وہ چیز جسے خدا نے پیدا کیا اور جو قیامت

تک رہنے والی ہے اسے حضرت مسیح موعود کچل دیں گے ۔ ابلیس اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ انسان کو ہوشیار کرے ۔ اور ملائکہ کے مقابلہ میں نیکی سے روکے ۔ اب اگر وہ ابلیس کچلا جائے گا ۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ملائکہ بھی مارے جائیں گے ۔ مگر ملائکہ چونکہ مارے نہیں جائیں گے ۔ بلکہ قیامت تک رہیں گے ۔ اور قیامت کے بعد کے متعلق بھی ہمیں علم نہیں اس لئے اگر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکے تو

ابلیس کا رہنا بھی ضروری ہے

کیونکہ جب کسی کام میں روکیں اور مشکلات نہ ہوں ۔ اس وقت تک اس کام کے کرنے والے کو انعام بھی نہیں مل سکتا ۔ پس اگر ابلیس نہیں تو جنت بھی نہیں ۔ خدا تعالیٰ کے انعامات بھی نہیں ۔ دیکھو بکریوں ، بھیڑوں گایوں کے لئے ابلیس نہیں ۔ تو ان کے لئے جنت بھی نہیں ۔ انسان کے لئے ابلیس ہے تو انسان ہی کے لئے جنت بھی ہے اور بغیر خطرناک امتحانوں میں پڑنے کے کوئی انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا ۔

پس وہ ابلیس تو رہے گا جو انسان کو متوجہ کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے ساری دنیا سے بدی مٹا دی ۔ اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں مٹائی ۔ اور نہ کلیتہً مٹ سکتی ہے ۔ تو پھر کہاں سے آگئی ۔ جبکہ

بدی کی تحریک کرنے والا

ابلیس مارا گیا ۔ بات یہ ہے کہ ابلیس کے کچلے جانے کی پیشگوئی کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اس بدروح کو جو بد خیالات پیدا کرتی ہے کچل ڈالے گا ۔ اور تمام دنیا سے بدی مٹ جائے گی ۔ بلکہ یہ ہے کہ مسیح موعودؑ امید کا پیغام لے کر آئے گا اور مایوسی کو کچل دے گا ۔ سوا اس کے کوئی معنے اس پیشگوئی کے نہیں ہو سکتے پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کام یہ بھی تھا کہ امید کا پیغام لائے ۔ اور وہ بس مایوسی اور ناامیدی کو مٹا دے گا ۔ اور دنیا میں

امید کے خیالات کی رو

چلائے گا ۔ اب ۔ وہ شخص جو امید کے مقام پر اپنے آپ کو کھڑا کرتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دے کر ابلیس کا سر کچلتا ہے اور دوسرا شخص جو مایوسی اور ناامیدی کو اپنا شعار بناتا ہے ۔ اس وجود کو زندہ کرتا ہے جسے مارنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے اسی طرح ہر ایک شخص جو اپنے اعمال و سیئات نتیجہ پر نگاہ نہیں ڈالتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام میں روک ڈالتا ہے اور ہر وہ شخص جو ہر ایک فعل کے دینی نتائج پر نظر غائر سے اپنا محاسبہ اور موازنہ کرتا ہے کہ اس سے روحانی اور دنیوی نتیجہ کیا نکلے گا اور جس کام کا انجام

اچھا ہوتا ہے ۔ اسے اختیار کرتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں مدد دیتا ہے پس میں اپنے تمام دوستوں ، اور بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں ۔ کہ وہ اس پیغام کو یاد رکھیں ۔ جسے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور

وہ پیغام

ابلیس کا سر کچلنا اور امید و رجا کے جذبات پیدا کرنے ہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ امید خوف اور خشیت کے مخالف نہیں بلکہ اس کی تائید کرتی ہے ۔ کوئی امید بغیر خوف کے نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ امید کہتے ہی اسے ہیں کہ جب غالب طور پر خیال ہو کہ ایسا ہو جائے گا انسان سمجھتا ہے کہ سامان موجود ہیں مگر ممکن ہے کوئی روک پیدا ہو جائے تو امید کا لفظ اپنے اندر خوف اور خشیت رکھتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امید کے مقام پر جماعت کو کھڑا کیا اور مایوسی کو نکالنے کی کوشش کی ہے ۔ بعض لوگوں کے لئے یہ زمانہ مایوسی کا اور

ناامیدی کا زمانہ

ہے اور اگر اس قوم کے لئے یہ زمانہ مایوسی کا نہ ہوتا ۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب سے پہلے مبعوث ہوئے تو پھر آپ کے متعلق یہ پیشگوئی بھی نہ ہوتی کہ آپ ابلیس کا سر کچلیں گے ۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تو خود مسلمان کہہ رہے تھے کہ سو سال کے اندر اندر عیسائیت اسلام کو کھا جائے گی اور اسلام کی طرف سے عیسائیت کے آگے معذرتیں شائع کر رہے تھے ۔ اور اسلام کو عیسائیت کے قالب میں ڈھال رہے تھے مگر آج دیکھو کیسی کایا پلٹ گئی ہے ۔ خواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان لوگوں نے مانا یا نہ مانا مگر وہ

امید کی بارش

جو آپ نے دنیا میں برسائی ۔ اس سے متاثر ہوئے بغیر وہ بھی نہ رہے ۔ وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا وہ بھی امید کے پانی سے کچھ نہ کچھ سیراب ہوئے بلکہ وہ یورپین اور مغربی قومیں جو ایک طرف تو غلط قسم کے خیالات میں مبتلا اور دوسری طرف سخت مایوسیوں میں گرفتار ہونے کی وجہ سے اخروی زندگی سے انکار کر رہی تھیں ان میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ اخروی زندگی بھی ہے پس امید کی جھلک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے

بلکہ یورپ میں بھی پیدا کر دی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] ان کا یہ کام نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں فرشتوں کے ذریعہ تحریک کراتا ہے اور لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں ۔ جو نبی پیدا کرتا ہے ۔ پس دنیا میں جو تبدیلی غیر معمولی ہوتی ہے ۔ وہ اسی کی طرف سے ہوتی ہے ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس کام کو فرشتوں کے ذریعہ کرتا ہے پس گو ان علاقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہیں گئے ۔ اور ابھی تک جماعت کے مبلغ بھی نہیں پہنچے لیکن وہاں جو تبدیلی ہوتی ہے ۔ وہ وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنا چاہتے تھے

قرآن کریم میں بھی

یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام قوموں میں امنگ پیدا ہوگی کہ ہم سب کو فتح کریں ۔ یہ بھی امید ہی ہے اب دیکھ لو ہر قوم میں اس زمانہ میں کس طرح یہ پیدا ہو رہی ہے وہ ہندو جو ہندوؤں سے مقفل چلے آرہے ہیں اور جو کسی کو اپنے مذہب میں داخل ہی نہ کرتے تھے وہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا میں غلبہ حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو اپنے اندر داخل کرنا چاہیئے اور وہ کر رہے ہیں ۔ اسی طرح یہودی بھی جو کسی کو اپنے اندر داخل نہ کرتے تھے وہ بھی غلبہ حاصل کرنے کے لئے اپنی تعداد بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ان سب قوموں کی مثال ایسی ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو جہاں کھمبیں نکلتی ہیں وہاں بدبودار بوٹیاں بھی نکل آتی ہیں ۔ چونکہ وہ امید کا پانی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آسمان سے برسا وہ دوسروں پر بھی پڑا ۔ اس لئے انہوں نے بھی امید اپنے دل میں پیدا کر لی مگر یہ ہماری جماعت کے لئے افسوس اور رنج کی بات ہوگی کہ وہ قوم جس کے لئے امید اتاری گئی اگر وہ اس سے محروم رہے ۔ اور دوسرے فائدہ اٹھا لیں ۔ اگر بارش سے زہریلی بوٹی اگ سکتی ہے اور اگتی ہے تو کیلے [illegible] کا فرض نہیں ہے کہ وہ بھی اس بارش سے فائدہ اٹھائے اور ترقی کرے ۔ پس میں تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ

اپنے دل میں امید پیدا کرو

اور مایوسی کو چھوڑ دو ۔ کیونکہ جو شخص مایوسی کا ساتھ دیتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہیں رہ سکتا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وہی رہ سکتا ہے جس کے قلب میں فوارہ کی طرح امید پھوٹتی ہے اور جسے کوئی بند نہ کر سکتا ہو میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے لوگوں میں سچی امید پیدا کرے

جماعت احمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام

جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم

مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

جماعت احمدیہ حیدرآباد نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے پانچ جلسے منعقد کئے جائیں جن میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر پہلو کو سیرکن رنگ میں بیان کیا جائے اور لوگوں کے سامنے آپ کے اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ کو پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ ان جلسوں کے انعقاد کے لئے ایک سیرت کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔

علاوہ ازیں جماعت کے نوجوانوں بچوں اور عورتوں کے اندر تحصیل علم کا شوق اور نیکی میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کی خاطر ایک تحریری و تقریری مقابلہ کا اعلان کر دیا گیا۔ چنانچہ نوجوانوں کے لئے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم اخلاق" اور عورتوں کے لئے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات عورتوں پر" اور بچوں اور بچیوں کے لئے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی یا مدنی زندگی" تحریری مقابلہ کا عنوان رکھا گیا۔ نیز تقریری مقابلہ کے لئے نوجوانوں کا عنوان "آنحضرت صلعم خیر البشر" اور بچوں کا "آنحضرت صلعم کا اسوۂ حسنہ" مقرر کیا گیا۔ یہ مقابلہ مورخہ ۳۰ راگست بروز اتوار منعقد ہونے قرار پاتے۔

مذکورہ بالا پروگرام کے تحت پہلا جلسہ سیرت النبیؐ مورخہ ۱۱ راگست چار بجے شام احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج میں زیر صدارت محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر منعقد ہوا۔

مکرم محمد منصور احمد صاحب کی تلاوت اور مکرم محمد عبد القیوم صاحب کی نظم خوانی کے بعد جناب عبد الحمید صاحب انصاری قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے استقبالیہ تقریر کی۔ آپ نے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کو اس دنیا میں رحمۃ للعالمین کے طور پر مبعوث فرمایا۔ اور اس خدائی منشاء کے مطابق آپ نے تمام کائنات کے لئے ایک رحمت کے طور پر اپنی زندگی بسر فرمائی۔ آپ نے اس رحمت کو نہ صرف اپنے ہی زمان و مکان تک محدود رکھا بلکہ رہتی دنیا تک اس رحمت کو عام کر دیا ہے۔

پہلی تقریر مکرم مولوی محمد صادق صاحب سیکرٹری دعوت وتبلیغ کی تھی آپ نے زیر عنوان "آنحضرت صلعم کا اسوۂ حسنہ" ایک عالمانہ تقریر کی۔ جس میں آپ نے بتلایا کہ رسول کریم صلعم کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں۔ بلکہ وہ ایک تاریخی طاقت کی داستان ہے۔ نیز آپ کی زندگی کی مثال ایک جوہڑ کے کھڑے پانی کی نہیں بلکہ وہ ایک بہتا ہوا دریا ہے جس میں حرکت ہے، روانی ہے۔ موج حباب ہیں، بیش بہا موتی و جواہر ہیں۔ اور جس کے پانی سے مردہ زمینوں کو زندگی مل رہی ہے۔

آپ نے بیان فرمایا کہ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ دوسرے گوشوں کے ساتھ پوری طرح متوازن بھی ہے۔ اور ہر گوشہ ایک ہی طرح کے کمال کا نمونہ ہے آپ کی سیرت ایک مدرسہ ہے۔ جس میں ایک حاکم ایک امیر ایک وزیر، ملازم آقا، سپاہی تاجر مزدور، جج، معلم، راہنما لیڈر، ریفارمر، فلسفی، ادیب ہر کوئی یکساں درس حکمت و عمل لے سکتا ہے وہاں ایک باپ کے لئے ایک ہمسفر کے لئے ایک پڑوسی کے لئے ایک خاوند کے لئے ایک دوست کے لئے یکساں مثالی نمونہ موجود ہے ایک بار جو کوئی اس درسگاہ تک آپہنچتا ہے پھر اسے کسی دوسرے دروازے کو کھٹکھٹانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

آپ نے اپنی تقریر میں مختلف واقعات کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ مولوی فاضل کی تقریر زیر عنوان "آنحضرت صلعم کا سلوک غیروں سے" ہوئی۔ موصوف نے اپنی تقریر دو حصوں میں یعنی آنحضرتؐ کا غیروں سے سلوک اور غیروں کا آپ سے سلوک تقسیم کے بعد ابتدائی زمانہ میں دعویٰ نبوت سے لے کر ہجرت تک آپ کو اور آپ کی قلیل جماعت کو جس قسم کے ظلم و ستم کے تختۂ مشق بنایا گیا تھا۔ اس کا ایک نقشہ تفصیل سے سامعین کے سامنے پیش کیا اور بتلایا کہ ان تمام مصائب اور مشکلات کے بدلے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا انتم الطلقاء کا عام اعلان فرمایا۔ اس طرح ظلم کے بدلہ میں آپ نے شاندار عفو سے انتقام لیا۔

تیسری تقریر مکرم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی زیر عنوان "اسلام اور امن عالم" ہوئی۔ موصوف جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ایک مخلص اور مسلم دوست فرد ہیں۔ مجلس تعمیر ملت کی طرف امسال منعقدہ گولڈ میڈل تحریری مقابلہ میں آپ نے امتیازی انعام حاصل کیا۔ گذشتہ سال کے علاوہ تین دفعہ آپ کو تحریری مقابلوں میں انعام اول حاصل ہوا تھا۔ آپ کی تقریر پر از معلومات اور بہت ہی دلچسپ اور ٹھوس تھی۔

آپ نے بتایا کہ موجودہ زمانہ میں امن اور شانتی کی ضرورت کا شدت سے احساس پایا جاتا ہے۔ امن عالم کے لئے مختلف ممالک کی طرف سے مختلف قسم کے منصوبے پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان کو عملی جامہ پہنانے اور اس کے بہتر نتائج اخذ کرنے میں وہ ناکام و نامراد ہی ہو رہے ہیں۔ آپ نے دنیا میں بدامنی پیدا کرنے والے تمام امور کا ذکر کر کے اسلام کی طرف سے پیش کردہ حل بیان کئے اور بتایا کہ ان تمام بدامنیوں اور دیگر مشکلات کا حل اسلام ہی میں پایا جاتا ہے۔

موصوف کی یہ تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس کے بعد صدارتی تقریر اور دعا کے ساتھ یہ مبارک جلسہ بخیر و خوبی سات بجے اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ۔

صالح نگر (یوپی) میں جلسہ سیرت النبی صلعم

۲۰ رفروری ۱۲ ربیع الاول کے مطابق ۱۹ راگست ۱۹۶۴ء بعد نماز عشاء سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں بعض مقامی غیر از جماعت معززین نے بھی خصوصیت سے حصہ لیا۔ چنانچہ انہیں کے پیش امام مکرم مولوی اجمیری خاں صاحب نے جلسہ کی صدارت کی تلاوت قرآن کریم مکرم زر محمد خاں صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ صالح نگر نے کی اور مکرم عبد الحمید خاں صاحب نے دلنشین سے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ بعد ازاں غیر احمدی دوست مکرم ماسٹر رحیم بخش صاحب بی۔ اے نے سیرت طیبہ پر تقریر کی۔ باوجودیکہ موصوف تیاری نہ کر سکے تھے۔ آپ نے اچھی تقریر کی۔ دوسرے نمبر پر خاکسار نے تقریر کی جس میں پہلے نمبر پر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک کی تشریح کرتے ہوئے آپ کی عظمت شان اور اعلیٰ مقام بیان کیا۔ اس کے بعد آپ کی سیرت مقدسہ سے چیدہ چیدہ واقعات سنائے۔ اسی سلسلہ میں حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا واقعہ حضرت خبابؓ کو مشرکین کی طرف سے سخت اذیت دینے اور دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹانے کا دردناک واقعہ سنایا۔ دوران تقریر میں حضور کے حق میں درود شریف بکثرت پڑھنے کی اہمیت اور فوائد پر روشنی ڈالی۔ ویسے جلسہ کے آغاز میں اور پھر وقفہ وقفہ پر دوران جلسہ میں بھی احباب کو درود شریف پڑھنے کے لئے کہا جاتا رہا۔

مکرم منور خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ کی بھی تقریر تھی جو نہ ہو سکی۔ چونکہ اس علاقہ میں ابھی تک بارش نہ ہوئی تھی۔ اسلئے اختتامی دعا کے موقعہ پر سب احباب نے بارش کے لئے بھی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اپنے بندوں کی دعا سن لی اور رات کو باران رحمت ہو گئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی دوست بھی کافی تعداد میں شریک ہوئے اجتماعی دعا کے بعد شیرینی بھی تقسیم کی گئی

خاکسار

بشیر احمد ناگروی مبلغ صالح نگر

مبارک تحریک دعا میں شامل ہونیوالے

(۲)

جماعت احمدیہ تیاپور

(۱) مکرم رحمت اللہ صاحب علاقے امام الصلوٰۃ (۲) مکرم عبد العزیز صاحب استاد سکرٹری تعلیم و تربیت (۳) مکرم نذیر احمد صاحب قریشی نائب امیر (۴) مکرم محمد عبد الکریم صاحب قریشی (۵) مکرم پیراں صاحب پنہ راگ (۶) مکرم عبد المجید صاحب قریشی (۷) مکرم عبد الرؤف صاحب قریشی (۸) مکرم احمد حسین صاحب قریشی (۹) مکرم محمد قمر الدین صاحب قریشی (۱۰) مکرم محمد ابراہیم صاحب کرکو (۱۱) مکرم عبد اللہ صاحب (۱۲) مکرم محمد عبد اللہ صاحب داؤد (۱۳) مکرم محمد اعظم صاحب داؤد (۱۴) عطاء الرحمٰن صاحب کیمن گوڈی

گلبرگہ میں رہنے والے

(۱) محمد عبد الرحمٰن صاحب قریشی امیر جماعت احمدیہ تیاپور (۲) محمد عبد الحفیظ صاحب قریشی متعلم ایل۔ سی۔ پی سال آخر (۳) محمد یوسف صاحب قریشی متعلم بی۔ ایس۔ سی سال اول (۴) آفتاب احمد متعلم پی۔ یو۔ سی۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل درویش کے والد محترم پاکستان میں بہت دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

فیض احمد درویش قادیان

لین دین کے معاملہ میں اسلامی تعلیمات

مرسلہ و مرتبہ مکرم مولوی محمد اسمعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" میں فرماتے ہیں۔

"تمدنی معاملات میں سے ایک اہم شاخ آپس کے لین دین کے تعلقات بھی ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ انسان پر ایسے اوقات آتے رہتے ہیں کہ وہ ان اوقات میں دوسروں سے مدد لینے کا محتاج ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی یہ حالت عارضی ہوتی ہے وہ اس مدد کو واپس بھی کرنا چاہتا ہے اس حالت کا علاج اسلام نے قرض یا رہن بتایا ہے یعنی چاہیئے کہ جو شخص امداد کا محتاج ہو اس کو مالدار لوگ حسب ضرورت اور قابلیت ادائیگی قرض دیں خواہ کوئی چیز رکھ کر یا یونہی اس کے لئے اسلام نے یہ حکم دیئے ہیں کہ

(۱) قرض کے معاملہ کو تحریر میں لایا جائے اور یہ امر اختیاری نہیں بلکہ اسلام نے اس کو فرض مقرر کیا ہے۔

کیونکہ تمدن کی خرابی میں بہت کچھ دخل قرضوں کے جھگڑوں کا بھی ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر قرض لینے والا ان پڑھ ہے تو وہ دوسرے سے لکھوائے اور اس تحریر کم سے کم دو گواہوں کی گواہی ثبت ہو۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ قرض کی ادائیگی کے لئے وقت مقرر کیا جائے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض دفعہ اس وجہ سے فساد پڑ جاتا ہے کہ قرض دینے والا سمجھتا ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں روپے واپس مل جائیں گے اور لینے والا خیال کرتا ہے کہ میں جلدی روپیہ مہیا نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا کہ قرض لینے والے کو چاہیئے کہ وقت پر قرض ادا کرے۔ لیکن اگر ان واقعات کے ذریعہ سے جو اس کے اختیار میں نہ تھے۔ وہ قرض ادا کرنے پر قادر نہیں تو پھر قرض دینے والے کو چاہیئے کہ میعاد کو بڑھا دے اور اس پر سہولت کا زمانہ میسر آنے تک وصولی کو پیچھے ڈال دے لیکن اگر قرض وصول کرنے والے کو خود بھی سخت ضرورت پیش آجائے تو چاہیئے کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص اس جگہ کے صاحب مقدرت لوگوں سے چندہ جمع کر کے قرضہ ادا کر دے مگر شرط یہ ہے کہ قرضہ لینے والے کو کوئی سچی مجبوری ہو اس کی کسی غفلت یا شرارت کا دخل نہ ہو۔ اور اگر کوئی قرض لینے والا مر جائے پیشتر اس کے کہ قرض ادا کرے تو اس کی جائیداد میں سے قرض ادا کیا جائے اور اگر جائیداد بھی نہ ہو تو رشتہ دار اس کا قرض ادا کریں اور اگر رشتہ دار بھی نہ ہوں تو حکومت اس کا قرض ادا کرے حکومت کو خاص حالات میں قرضوں کی ادائیگی کا ذمہ دار قرار دیکر اسلام نے قرض کے طریق کو نہایت آسان کر دیا ہے۔ اس حکم کی وجہ سے مالدار لوگوں پر اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرنا بہت آسان ہو گیا ہے اس حکم سے لوگ ناجائز فائدے بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اول تو کوئی شخص پسند نہیں کرے گا کہ وہ اپنا روپیہ کسی کو اس خیال سے دیدے کہ اگر یہ بغیر جائیداد کے مر گیا تو مجھے روپیہ حکومت دیدیگی۔ دوسرے چونکہ حکومت یہ دیکھے گی کہ قرض ضروری تھا اور جائز تھا اور مرنے والا سچی مجبوریوں کی وجہ سے اس کو ادا نہیں کر سکا۔ قرض دینے والے کو یہ خطرہ بھی لگا رہے گا کہ شاید میرا روپیہ نہ ملے اور وہ حقیقی ضروریات پر قرض دے گا۔

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۹۶ تا صفحہ ۱۹۸)

قرض کی ادائیگی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرض کی ادائیگی کے متعلق جو تاکید فرمائی ہے وہ صحابہ کرام کے اضافہ معلومات اور عمل کے لئے درج ذیل ہے:-

(۱) حدیث شریف میں آتا ہے

ان من اعظم الذنوب عند اللہ تعالےٰ یلقاہ بہ عبدٌ بعد الکبائر التی نھی اللہ تعالےٰ عنھا ان یموت الرجلُ وعلیہ دین لایدع لہ قضاءً (ابوداؤد)

ترجمہ:- کبیرہ گناہوں کے بعد جن کی خدا نے ممانعت فرمائی ہے سب سے بڑا گناہ حساب کے وقت خدا کے نزدیک انسان کا یہ قرض ہوگا کہ وہ (اس حالت میں) مر جائے کہ اس کے ذمہ اس قدر قرض ہو کہ اس کی ادائیگی کے لئے وہ (جائداد) نہ چھوڑ مرا ہو۔

(۲) من اخذ اموال الناس یرید اداءھا ادّی اللہ عنہ ومن اخذھا یرید اتلافھا اتلفہ اللہ تعالےٰ (البخاری)

ترجمہ:- جو شخص لوگوں سے اس نیت سے مال (قرض) لے کہ وہ اُسے ادا کر دے گا تو اللہ تعالےٰ اُسے ادا کرا دے گا اور جو اس نیت سے لے کہ وہ اُسے خورد برد کرے تو اللہ تعالےٰ اُسے بھی خورد برد کرے گا۔

(۳) ان خیارکم احسنکم قضاءً (بخاری)

ترجمہ:- بیشک تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو ادائیگی کے لحاظ سے اچھا ہے۔

تشریح:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی ادائیگی کی بہت تاکید فرمائی ہے

(۴) ب:- ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو حقوق العباد کے ادا کرنے میں کتنا صاف اور باقاعدہ ہونا چاہیئے۔

(۵) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر دعا فرمایا کرتے کہ اے اللہ قرض کے غلبہ اور انسانوں کے قہر سے بچائیو۔

انسان اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی تو قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی بروقت اور احسن طور پر ادائیگی اس کے بہتر انسان ہونے کی علامت ہے

(۶) قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطل الغنی ظلم (بخاری)

ترجمہ:- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

تشریح:- ایک نادار اور غریب آدمی جس کے پاس رقم نہیں ہے کہ قرض ادا کرے اور اس کی نیت یہ بھی ہے کہ اُس کا قرض جلد ادا ہو جائے اُسے تو مجبوراً امروز فردا کا وعدہ کرنا پڑتا ہے کہ ادائیگی کی کوئی سبیل اللہ تعالےٰ پیدا کر دے۔ لیکن ایک صاحب حیثیت آدمی جو ادائیگی کی طاقت رکھتا ہے ٹال مٹول کرے تو واضح طور پر وہ بدنیت اور ظالم ہے۔ مومن کی شان سے یہ بعید بات ہے کہ وہ طاقت اور استطاعت رکھتے ہوئے قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرے اور اپنے ایک بھائی کو بلا وجہ اذیت پہنچائے موعدہ اور حالات کے سازگار ہونے پر قرض کی ادائیگی نہ کرنا اسلام کے نزدیک ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کا دوست نہیں ہے۔ (احادیث الاخلاق صفحہ ۲۶۱)

قرض ادا کرنے میں محتاط رہو

(۷) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کسی شخص سے ایک لونڈی خریدی لیکن قیمت ابھی بیباق نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص مفقود الخبر ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ ایک سال تک اس کی تلاش میں رہے۔ لیکن وہ نہ ملا۔ آخر جب اس کے ملنے سے مایوس ہو گئے تو ایک ایک دو دو درہم کر کے اس کی طرف سے صدقہ کر دیا اور ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ واپس آگیا تو اسے پھر قیمت ادا کروں گا اور یہ صدقہ میری طرف سے ہوگا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶)

(۸) حضرت زبیر بن العوام کے متعلق یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ باوجود تمول و ثروت کے وفات کے وقت آپ پر بائیس لاکھ روپیہ قرض تھا آپ جب ایک جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہونے لگے تو لڑکوں کو کہا کہ مجھے اپنے قرض کا سب سے زیادہ خیال ہے اگر میں شہادت پاؤں تو میرا مال و متاع فروخت کر کے سب سے پہلے میرا قرض ادا کرنا۔ (بخاری)

(۹) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا وصیت کے مطابق ان کے صاحبزادہ کی طرف سے مسلسل چار سال تک حج کے موقعہ پر یہ اعلان کرایا جاتا رہا کہ میرے والد کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو مجھ سے وصول کرے (بخاری کتاب الجہاد)

(۱۰) حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اس قدر فیاض تھے کہ اگر کسی وقت کچھ پاس نہ ہوتا تو حاجتمند کو ہنڈی تحریر کر دیتے تھے کہ پھر آکر وصول کرے۔ ایک دن مسجد سے واپس آ رہے تھے کہ ایک شخص ساتھ ہو لیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا کوئی کام ہے تو اس نے کہا نہیں آپ اکیلے تھے یونہی ساتھ ہو لیا۔ آپ نے کاغذ قلم دوات منگائی اور اُسے بیس ہزار کی ہنڈی تحریر کر دی۔ اتفاق کی بات ہے کہ آپ کی وفات ہو گئی لیکن وہ شخص اس ہنڈی کو کیش نہ کرا سکا۔ وفات کے بعد اس شخص نے وہ ہنڈی ان کے صاحبزادہ حضرت عمر کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اُسے فوراً تسلیم کر لیا اور بلا چون و چرا روپیہ ادا کر دیا۔ (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)

نوٹ:- ہمارے زمانہ کے لوگوں کو اس واقعہ پر غور کرنا چاہیئے کہ آجکل یہ حالت ہے کہ بعض لوگ خود جو قرض لیتے ہیں اسے بھی ادا کرنے میں لیت و لعل کرتے ہیں اور پھر والدین کے قرضے کو ادا کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں۔ لیکن اس نوجوان نے اتنی گرانقدر رقم باپ کی طرف سے ادا کی حالانکہ یہ قرضہ نہ تھا بلکہ محض ایک عطیہ تھا اور اگر وہ چاہتے تو کہہ سکتے تھے کہ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ لیکن انہوں نے شرافت کو پسند نہ کیا کہ والد صاحب نے جو عطا کی تھی اس کی ادائیگی نہ کریں۔

وادئ پونچھ میں میلاد النبی صلعم کی مبارک تقریب

فرقہ پرست مولویوں کی تنگ نظری

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب ثانی صدر جماعت احمدیہ پونچھ

اس سال وادی پونچھ میں مولود شریف کی مجالس اور جلسہ ہائے میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد بہ نسبت گذشتہ سال کے کلیتہً وقار اسلامیہ کے منافی ظہور پذیر ہوا۔ گذشتہ سال مولوی عزیز احمد صاحب بریلوی نے فرقۂ اہل احناف کے علاوہ دیگر فرقہ ہائے اسلام کا بھی مسجد جامع میں آنا قطعی ممنوع قرار دیا تھا مگر اس دفعہ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اہل احناف ہی دو ٹولیوں میں بٹ کر شدید زبین ہنگامہ آرائی اور دلسوز خلفشار کے ساتھ ایک ہی مسجد اور ایک ہی وقت میں الگ الگ مجالس سجاتے رہے۔ اس ضمن میں ایک گروہ نے بریلوی صاحب مذکور کے فتوئے کفر سے نفرت کا اظہار کر کے جملہ فرقہ ہائے اسلام کو بھی شمولیت کی دعوت دی۔ مگر فرقۂ احناف کی باہمی منافرت اور غیر معقولانہ رسہ کشی کو اہل علم و سنجیدہ طبقہ نے ناموس اسلام پر بدنما دھبہ تصور کر کے ہر دو فریقین کے نمائندگان کو بزم میلاد النبی صلعم کو یکجا طور پر منانے کی تحریک کی۔ اس سلسلہ میں مکرم سید شریف حسین شاہ صاحب انسپکٹر پولیس کی مصالحانہ کارروائی قابل صد آفرین ہے۔ اگرچہ شاہ صاحب موصوف فرقہ اہل تشیع کے ممتاز رکن ہیں۔ مگر اس مصالحت میں انہوں نے ابنائے فاطمہ کے روا داری و اسوہ کا عملی ثبوت پیش کر کے دین کے نام پر دنیاداری میں مرتبہ حاصل کرنے والوں کو شرمندہ کر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ شاہ صاحب کو تا زیست مسلمانوں کے باہمی فرقہ وارانہ مناقشات کو اسی طرح بے لوث طریقہ سے دور کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

چنانچہ شاہ صاحب موصوف کی مساعی کو پروان چڑھتے دیکھ کر ملاں حضرات نے فیصلہ کیا کہ کم از کم مولویانہ وقار کو قائم رکھتے ہوئے اہل تشیع اور جماعت احمدیہ کو میلاد النبی صلعم کے جلوس و جلسہ میں شمولیت سے روکا جاوے۔ چنانچہ وقت کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے عوام نے بادل ناخواستہ مولوی صاحبان کی یہ بات مان لی۔

جہاں تک فرقہ ہائے اسلام کا ایک دوسرے کے خلاف تکفیر بازی کا تعلق ہے اگر ان تمام فتاویٰ کو ایک جگہ کتابی شکل میں جمع کیا جاوے تو صفحۂ ہستی پر مسلمان کوئی رہتا ہی نہیں ہے۔ تاہم جماعت احمدیہ اس چیز کو مولوی صاحبان کا ایک ذریعہ معاش سمجھتی ہے۔ ورنہ ہمارے نزدیک مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ سے بھی نسبت رکھتا ہو اپنے دعوئ مسلمانی کے مطابق مسلمان ہے۔ افسوس کہ اسلام اور بانئے اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے نادان دوست مذہب اسلام کی بدنامی کا موجب بنے ہوئے ہیں۔

رہا جماعت احمدیہ کو کافر کہنے کا مسئلہ۔ تو حقیقت یہ ہے کہ تقریباً ۸۰ سال سے جبکہ بانئ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام سے اس جماعت کی بنیاد رکھی تھی۔ مولوی صاحبان نے مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس قلیل عرصہ میں ہی اپنے فضل و کرم سے اس جماعت کو غیر معمولی ترقی عطا فرمائی۔ وہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ اس وقت اس جماعت کی عالمگیر وسعت اور دینی خدمات کا غیروں کو بھی اعتراف ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ سو شجرۂ احمدیت اپنے حسن کردار اور نیک سیرت سے تمام عالم میں نوازا جا رہا ہے۔ اور اس کے سایہ میں اس وقت ہزاروں غیر مسلم بھی اسلام قبول کر کے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دینی خدمات اور اسلامی معاشرہ کی حقیقی تربیت کو دیکھ کر اہل احناف کے مقتدر علماء بھی رشک کرتے ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر مولینا ابو الکلام آزاد جن کو علماء اسلام کی طرف سے "امام الہند" کا خطاب دیا گیا تھا اور جو اپنے علمی اعتبار سے تمام مملکت ہند میں بلند مقام کے حامل تھے اپنے اخبار "وکیل" میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے وصال پر ان کی اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ :-

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے خلاف ایک

فتح نصیب جرنیل

کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے۔.. ......(حضرت) مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔...... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں ہندوستان کیا تمام دنیا میں ممکن نہیں۔ ناقل) میں اس شان کا شخص پیدا ہو؟"

(اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۸ء)

اسی طرح علامہ اقبال مرحوم مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے خیال کا اظہار کرتے ہیں :-

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں؟"

(ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر ۱۹۱۱ء)

علاوہ اس کے اور بھی کئی اخبارات خصوصاً دہلی کے مشہور اخبار "کرزن گزٹ" کے ایڈیٹر مرزا حیرت صاحب۔ مولانا ظفر علی ایڈیٹر زمیندار وغیرہ باوجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مشہور معاندین ہونے کے حضور کی دینی خدمات اور اسلامی امور کو برتری دینے والوں میں ممتاز شخصیت ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ بہر حال مولویوں کی مخالفت اس صداقت کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکی۔

میں اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ پونچھ میں سنجیدہ لوگوں کی کمی نہیں ہے لیکن پونچھ کے مسلمانوں کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ انہیں مجبوراً میلاد النبی صلعم کی مبارک تقاریب کے موقعہ پر قوم کی کمان نااہل ہاتھوں میں دینی پڑی۔ میں اس موقعہ پر مولوی میر عالم صاحب سے خصوصی طور پر استفسار کروں گا کہ قطع نظر اس امر کے کہ قرآن و حدیث میں جملہ فرقہ ہائے اسلام کے کسی فرقہ کا جواز نکلتا ہے یا نہیں بقول آپ کے اگر فی الواقعہ آپ اپنے "پیر و مرشد جناب صوفی امام احمد صاحب بریلوی کے فتوئ کفر کے پورے طور پر پابند ہیں۔ تو سال گذشتہ فتویٰ میں تو بریلوی صاحب نے صرف شیعہ اور احمدیوں کو ہی "بدمذہب" قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ دیوبندی۔ مودودی وہابی۔ نیچری سب کو یکساں طور پر "بدمذہب" والے لکھا ہے پھر آپ نے دیوبندیوں اور وہابیوں وغیرہ کو کس طرح سے اپنی صدارت میں سٹیج پر تقریریں کرنے کی اجازت دی؟ اس سے ظاہر ہے کہ بریلوی صاحب کا فتوے آپ کے نزدیک بھی قابل التفات نہیں ہے۔ اور نہ ہی آپ کے دل میں اس فتویٰ کی عزت ہے صرف ایک خود غرضی ہے۔

میں اس ضمن میں مولوی عزیز احمد صاحب صوفی بریلوی سے بھی دریافت کرتا ہوں کہ جو شخص آپ کے مزعومہ فتوے کا مکمل پیرو ہو کر اس کے خلاف قدم مارے اور دیوبندیوں وغیرہ کو کھلم کھلا اپنی صدارت میں تقاریر کا موقعہ دے تو آپ کے نزدیک وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ میں امید کرتا ہوں کہ بریلوی صاحب مذکور اس معمہ کو حل کرنے میں انصاف پسندی اور حق گوئی کا ثبوت دیں گے

میں مقامی اہل احناف کے سنجیدہ حضرات خصوصاً چوہدری سعید محمد صاحب ڈیلیگیٹ شہسندرہ اور چوہدری وزیر محمد صاحب ڈیلیگیٹ جیچیاں۔ پیر محمد شاہ صاحب ڈیلیگیٹ وغیرہم جنہوں نے مولوی میر عالم صاحب کی نامناسب حرکت کو مذموم قرار دے کر خاکسار سے بڑے ہی افسوس کا اظہار کیا۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ [illegible] اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی اس بے لوث اظہارِ ہمدردی کے عوض انہیں جزائے خیر دے۔ اور حقیقی دینِ اسلام کا خادم بنائے۔

آمین ۔

درخواست دعا برائے صحت [illegible] کرامت اللہ صاحب

ابن ابو البرکات مرحوم عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ [illegible] صاحب جماعت سے ان کی شفا کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ [illegible] مشارت احمد [illegible] مولا بخش صاحب [illegible]

سرینگر میں سیرۃ النبیؐ اور جنم اشٹمی کی تقریبات (بقیہ صفحہ اول)

جلسہ میں حاضرین کی تعداد چار پانچ ہزار تھی تقریر توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔

خانقاہ معلی میں تقریر

مکرم خواجہ صدر الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ سرینگر کے ذریعہ مکرم پیر اسد اللہ صاحب بی۔ اے جنرل سیکرٹری جمعیت ہمدانی کشمیر کی طرف سے ایک دعوت نامہ ملا کہ جمعیت ہمدانی کے زیر اہتمام ۱۱ر اگست ۶۳ء کو یوم عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ چنانچہ خاکسار وقت مقررہ پر ۷½ بجے بعد نماز مغرب مکرم خواجہ صاحب موصوف کے ساتھ شریک جلسہ ہوا۔

یہ جلسہ زیر صدارت مولانا مولوی محمد یٰسین صاحب ہمدانی میر واعظ کشمیر انعقاد پذیر ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد پہلی تقریر خاکسار کی تھی۔ جس میں خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے اس حصہ کو بیان کیا جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "وما ارسلنٰک الا رحمۃً للعالمین" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

دنیا پر آپ کا سب سے بڑا احسان توحید کا قیام ہے آپ نے اس راہ میں مصائب و مشکلات اور دشمنوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دنیا کو توہم پرستی سے نجات دلائی اور اس طرح علمی تحقیق کا دروازہ بھی کھول دیا کیونکہ جب انسان مخلوقات کو جو اس کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں معبود مان کر پوجتا ہے تو ان کی حقیقت و ماہیت پر غور و فکر نہیں کر سکتا۔

دوسرا احسان آپ نے یہ کیا کہ مذہب اور سائنس میں صلح کی بنیاد ڈالی کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب۔ اس طرح سائنس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور آپ نے دنیا کو یہ سبق دیا ہے کہ مذہب اور سائنس میں تضاد نہیں کیونکہ ایک خدا کا قول ہے اور دوسرا اس کا فعل۔ ظاہر ہے کہ خدا کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہو سکتا۔ نیز آنحضرت نے طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ فرما کر ہر مسلمان مرد و عورت پر علم کا سیکھنا ضروری قرار دیا ہے۔

آج کی تمام مہذب دنیا پر رحمۃ للعالمین کا ایک بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے مساوات کی تعلیم پیش کی کہ لیس لاعرابی فضل علی العجمی الا بالتقویٰ یعنی کسی عرب کو عجمی پر کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے اس کے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری میں کوئی سبقت لے جائے۔ قرآن مجید میں آتا ہے یا ایہا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ وجعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم اور آیت کی تشریح میں خاکسار نے رنگ و نسل کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نمونہ کو پیش کیا۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام میں بھی بے نظیر مساوات کا سبق دیکر بڑا احسان کیا جبکہ ایک قریش کی ذی عزت اور دولتمند عورت کو چوری کے الزام میں گرفتار کر کے لایا گیا۔ آپ کے پاس سفارش لگی تو آپ نے فرمایا و ایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا کہ خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔

امن عالم کے قیام کے لئے جو تعلیم آنحضرت صلعم نے دی ہے وہ بھی ایک گرانقدر احسان ساری دنیا پر ہے چنانچہ آپ نے قرآن مجید کے ذریعہ یہ اصول پیش فرمایا کہ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی یہ کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں خدا کے نبی نہ آئے ہوں۔ اس طرح تمام اہل مذاہب کی اصولی سچائی کا اقرار کر کے ان کے بانیوں کو عزت سے دیکھنے کی تعلیم دی۔ اگر اس اصول کو تمام دنیا تسلیم کر کے عمل پیرا ہو تو دنیا کا اکثر فساد دور ہو سکتا ہے۔

ایک اصول آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم یعنی غیر اقوام کے اصولوں کو بھی خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہوں برا بھلا مت کہو کیونکہ اس کے نتیجہ میں وہ لوگ تمہارے اللہ کو گالیاں دینگے جس کی حقیقت سے وہ بے خبر ہیں۔

آخر میں خاکسار نے شری فرود جے پرکاش اور مسٹر ڈی راشٹ کے دو حوالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے ضمن میں پیش کئے۔ جلسہ میں حاضرین کی تعداد چار پانچ ہزار تھی۔ تقریر توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔

جنم اشٹمی

مکرم خواجہ صدر الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سرینگر کی کوشش اور تعاون کے نتیجہ میں خاکسار کو جنم اشٹمی کی تقریب میں تقریر کا موقعہ ملا۔ اسی تقریب کے سلسلہ میں مورخہ ۹ر اگست ۶۳ء کو خاکسار نے مکرم خواجہ صاحب موصوف اور مبارک احمد صاحب طالب علم ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کے ہمراہ جناب پنڈت شونرائن صاحب چیئرمین آف لیجسلیٹو کونسل کشمیر سے ان کے گھر پر ملاقات کی اور انہیں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا ہے پھر لالہ جانکی ناتھ صاحب بجاج ایڈووکیٹ سے ملاقات ہوئی جو جماعت سے اچھی طرح متعارف ہیں۔

مورخہ ۱۲ر اگست بروز سوموار جنم اشٹمی کا جلسہ ہندو ہائی سکول شیتل ناگ میں زیر صدارت جسٹس جانکی ناتھ صاحب بٹ منعقد ہوا۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں ابتداءً بتلایا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں جو ضلع گورداسپور کے باشندہ تھے۔ آپ نے اس زمانہ میں تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آنے کا دعویٰ فرمایا ہے اور آپ ہی کی دی گئی تعلیم کے نتیجہ میں ہم حضرت کرشن جی علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ اور نبی مانتے ہیں۔ دنیا میں لاکھوں خدا کے بندے اس کا پیغام لیکر آتے رہے ہیں جن میں سے ایک سری کرشن جی بھی ہیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے خاکسار نے حضرت کرشن علیہ السلام کے ذریعہ بھارت ورش میں آئے ہوئے انقلاب کا ذکر کیا کہ آپ کی آمد سے قبل دنیا میں ظلم و ستم اور تاریکی کا دور دورہ تھا نہ صرف راجہ کنس ہی بلکہ ساری ماتو سماج بگڑی ہوئی تھی باوجود دشمنوں کی مخالفت کے آپ غالب ہوئے اور آپ کی تعلیم اور اپنے اخلاق فاضلہ سے ہندوستان کو منور کر دیا۔

آپ نے حق تلفی سے دنیا کو روکنے کیلئے اور ظالموں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیا۔ ہندوستان کی تاریخ بھی کوروکشیتر کا میدان اس کا گواہ ہے کہ مظلوم پانڈوؤں کا ساتھ حضرت کرشن جی نے دیا اور دنیا کو بتلا دیا کہ حق خواہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو غالب آ کر رہتا ہے۔

اسی طرح حضرت کرشن جی نے بھارت ورش کو دوستی نبھانے اور دوستی کی بنیاد اخلاص اور بے لوثی پر رکھنے کی تعلیم دی چنانچہ سداما کی کہانی ہم میں سے اکثر نے پڑھی ہوئی ہے کہ بچپن میں وہ آپ کا ساتھی تھا جب سری کرشن جی کو ظاہری بادشاہت کے ساتھ روحانی بادشاہت بھی ملی تو وہ اس وقت ملنے آتا ہے آپ اس کا استقبال ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے آ کر کرتے ہیں اور میلے بوسیدہ کپڑوں والے کو اپنے گلے لگا لیتے ہیں یہ وہ اعلیٰ نمونہ ہے جو آپ نے بھارت ورش کو دیا۔

خاکسار نے آپ کی روحانیت کو بیان کرتے ہوئے آپ کی ان تصاویر کا ذکر کیا جس میں آپ کے سامنے ننگی گوپیاں دکھلائی گئی ہیں اس کی تشریح میں خاکسار نے بیان کیا کہ یہ دراصل گزشتہ قوتوں کی تصویری اور تمثیلی رنگ میں اس وقت کی حالت بیان کی ہے کہ دنیا روحانیت سے عاری تھی اور وہ آپ سے روحانی لباس مانگنے دست بستہ آئی کیونکہ وہ اس کو چھپ رہنے میں لباس سے محروم تھی۔ اسی ضمن میں خاکسار نے اس پر بھی روشنی ڈالی کہ فطری طور پر عورت میں قوت متاثرہ ہوتی ہے اور مرد میں قوت مؤثرہ۔ پس اس لحاظ سے حضرت کرشن علیہ السلام کی بعثت کے وقت ساری دنیا عورت کی حیثیت رکھتی تھی اور آپ اس وقت ان سب میں صرف ایک مرد کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس تشریح کو حاضرین نے بہت پسند کیا۔

اس کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کے امتیاز کو بیان کرتے ہوئے اپنا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیا کہ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی دنیا کی کوئی قوم بھی ایسی نہیں گذری جس میں خدا کی طرف سے رشی منی اور اوتار نہ آئے ہوں اس عقیدہ کے لحاظ سے ہم ہندوستان کی سرزمین کو نبیوں سے خالی نہیں سمجھتے۔ خصوصاً جبکہ دیلمی کی حدیث میں آتا ہے کہ "کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھنا" مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جس کا رنگ سیاہ تھا اور نام کہنیا۔

اسی تعلق سے خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات حضرت کرشن جی کے بارے میں تحریر کردہ پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ اس لحاظ سے خصوصاً موجودہ حالات پیش نظر اس اصول کا مد نظر رکھنا از حد ضروری ہے۔ اس کے بغیر قومی اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔

آخر میں خاکسار نے گیتا کے چوتھے ادھیائے کے شلوک ۷ پڑھ کر لوگوں کو متوجہ کیا کہ آج کل کے زمانہ میں جبکہ بدیوں کی کثرت اور تاریکی کا راج ہے جنم اشٹمی ہمیں ہر سال یہ سبق دیتی ہے کہ ہم بھی جو کرشن جی مہاراج کا جنم ہو بس اس کو ڈھونڈو کہ اس کا جنم کہاں ہوا ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا دعویٰ ہے کہ آپ اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف گناہوں کا زور ہے موعود اقوام عالم ہیں ـــــ جلسہ میں حاضرین کی تعداد ۲ ہزار کے قریب تھی۔ سب نے خاکسار کی تقریر کو غور اور دلچسپی سے سنا اور پسندیدگی و دلی مسرت کا اظہار کیا۔

مسجد مبارک اور مہمان خانہ کی ایک اہم ضرورت

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان

مسجد مبارک اور مہمانخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اس وقت جو بجلی کے پنکھے لگے ہوئے ہیں ایک تو وہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہیں دوسرے تقسیم ملک سے پہلے کے لگے ہوئے ہیں اور بوجہ پرانے ہونے کے بہت زیادہ آواز دینے لگے ہیں اور جلد جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کی منظوری اور ہدایت کے مطابق نظارت ہذا جماعت کے مخیر احباب کی خدمت میں گزارش کرتی ہے کہ اس وقت بھی ہر دو جگہوں کے لئے کل بیس عدد سقفی پنکھوں کی ضرورت ہے۔ چند یوم قبل مکرم امیر صاحب مقامی قادیان نے مہمانخانہ کیلئے چار عدد پنکھوں کی ضرورت کا اعلان کیا تھا جس پر کلکتہ کے ہمارے ایک مخلص اور مخیر دوست نے بذریعہ تار چار پنکھوں کی قیمت ... روپے بھجوانے کی اطلاع دی ہے فجزاہ اللہ تعالےٰ خیراً۔ لہذا اب سولہ عدد سقفی پنکھوں کے لئے جماعت کے صاحب حیثیت مخیر احباب سے گزارش کر کے کہ وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے ذمہ حسب حیثیت چند پنکھے لے لیں اور براہ مہربانی فوری طور پر اپنے وعدہ جات کی اطلاع دیں نیز رقم بھی نقد ارسال فرمائیں تا بلا تاخیر اس کام کی تکمیل ہو سکے حسب دستور سابق ہر پنکھے پر عطیہ دینے والے دوست کا نام بغرض دعا سفیدہ سے لکھوا دیا جائیگا۔ افسر مارکیٹ سے دریافت کیا گیا ہے کہ مناسب سائز کے پنکھے کی قیمت مع اخراجات فٹنگ وغیرہ ۲۲۰/- روپیہ ہوتی ہے۔

اقوام عالم کے مذہبی بزرگوں کا احترام

اسلام نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں دوسرے مذاہب کے رشیوں۔ منیوں کی بھی عظمت قائم کی

(از مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش دہلوی - قادیان)

اسلام جیسے پاکیزہ اور پسندیدہ مذہب کی تعلیمات کا ہر پہلو اپنے اندر جس قدر جاذبیت رکھتا ہے اس کا اندازہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت سے بخوبی ہو سکتا ہے

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین

یعنے جن لوگوں نے اس کا انکار کیا وہ بسا اوقات آرزو کیا کرتے ہیں۔ کہ کاش وہ وہ بھی اس کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہوتے ''۔

زمانہ جاہلیت کا تو ذکر ہی کیا۔ تہذیب و تمدن کے موجودہ دور میں بھی مختلف اقوام اور مذاہب باہم دست و گریبان نظر آتے ہیں۔ اگر صاف گوئی سے کام لیا جائے۔ تو اس اختلاف اور جنگ و جدل کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب اس بات کے دعویدار ہیں۔ کہ صرف انہی کے خاص مذہب۔ خاص قوم اور خاص خطۂ زمین کو اللہ تعالےٰ نے اپنے انعاموں سے روحانی اور جسمانی طور پر نوازا ہے۔ خدا کی بادشاہت کے وارث اور دینی اور دنیاوی طور پر افضل کہلانے اور دوسروں پر حکومت کرنے کے صرف وہی حقدار ہیں۔ اُن کے علاوہ دوسری سب اقوام اور مذاہب ہیچ۔ حقیر اور بد تر سلوک کئے جانے اور محکومیت کی زندگی بسر کرتے رہنے کے مستحق ہیں ان کے علاوہ نہ کوئی دوسرا مذہب سچا اور نہ اس کا پیشوا اور بزرگ قابلِ احترام۔ بعض تو اپنے مذہب کی اشاعت کے علاوہ دوسروں کیسے مذہبی تبلیغ اور مذہب کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی رعایت کو بھی ایک نظر پسند نہیں کرتے بلکہ دیگر مذاہب کے نبیوں کی ہتک کرنا۔ بزرگوں کی شان میں گستاخی اور دوسروں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔ اس نظریہ پر کاربند ہونے کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ فسادات اور ہنگامے رونما ہوتے ہیں جو دوسرے مذاہب کے لوگوں کا امن برباد کرتی رہتی ہیں۔

اسلام کے نظریات

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو نہ صرف ایسی ناپسندیدہ باتوں سے اپنے ماننے والوں کو روکتا ہے۔ بلکہ یکجہتی اور اتحاد کی بنیادیں محکم اور ہمہ گیر اصولوں پر قائم کرنے کے لئے بار بار بنی نوع انسان کو باہمی اشتراک کی راہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اس تعلق میں اسلام کے نظریات میں سے الٰھکم اِلٰہٌ واحد ہے۔ یعنے تمام نسل انسانی کا خالق ایک پاک ذات خدا تعالےٰ ہے۔ اور اَلخلقُ عیال اللّٰہ کے تحت نوع انسانی اللہ تعالےٰ کے کنبہ کی حیثیت سے سب ایک دوسرے کے رشتہ اور تعلق والے ہیں۔ کوئی افضل و ادنیٰ نہیں۔ اور یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و اُنثیٰ کے ماتحت سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ اسلئے کوئی نسلی امتیاز اور قومی برتری باعثِ فخر قرار نہیں دی جا سکتی۔ یہ سب اقیاز باطل اور لغو ہیں۔

اتحاد۔ یکجہتی اور باہمی اشتراک پیدا کرنے کے لئے ایک بہترین نظریہ اسلام نے یہ بھی پیش کیا۔ کہ ان من امۃٍ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنے کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی نبی یا رسول نہ بھیجا گیا ہو۔ لِکُلِّ قومٍ ھاد۔ یعنے ہر ایک قوم کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے راہنما بھیجا گیا ہے۔ لقد بعثنا فی کلِّ اُمۃٍ رسولاً یعنے ہم نے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا ہے۔

ان نظریات کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب بلا امتیاز رنگ و نسل اور قوم و ملک نسل انسانی کا خالق و مالک ایک ہی خدا ہے۔ اور سب اس کی مخلوق ہیں۔ اور سب آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا ہی پیغام لے کر مختلف قوموں میں نبی۔ رسول۔ رشی۔ منی آتے رہے ہیں۔ اور کسی قوم کو بھی اللہ تعالےٰ نے روحانی فیضان سے محروم نہیں رکھا۔ تو یہ مشترک امور ایسے ہیں۔ جن کی بنا پر مختلف قوموں اور ملکوں میں وحدت و یگانگت پیدا ہو سکتی ہے

اسلام کی خوبی

اسلام اس ... تنگ نظری کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ کہ کوئی قوم اللہ تعالےٰ سے تعلق اور اس کے فرستادہ کرامنیہ کے انعاموں کو صرف اپنے تک محدود رکھے۔ اور دوسری اقوام پر تعلق باللہ اور اس کے روحانی و جسمانی انعاموں کے دروازے بند سمجھے۔ بلکہ اسلام بآوازِ بلند اس امر کا اعلان کرتا ہے۔ کہ تمام مذاہب کا سرچشمہ وہی ذات اقدس ہے۔ تمام مذاہب اور ان کی تعلیمات ابتدائی طور پر صداقت کی علمبردار ہیں اور یہ کہ ہر مذہب و ملت اور ہر ملک میں خدا کے فرستادہ نبیوں۔ رشیوں منیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے۔ اسلام اس بات کا دعوےدار ہے۔ کہ تمام سچے مذاہب کے پیشوا اور ریفارمر پاکیزہ زندگیاں گذارنے والے اور امن و سلامتی اور مہر و محبت کے علمبردار تھے۔ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو یہ زریں تعلیم دی کہ پیشوایانِ مذاہب اور ہادیانِ اقوام کی عزت و تکریم اور ان کا دلی احترام ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے ہر مسلمان یہی عقیدہ رکھتا ہے اور اس پر کاربند رہنا جزوِ ایمان سمجھتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ معاندینِ اسلام آنحضرت کی شان میں گستاخی کرتے اور مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں۔ لیکن کوئی مسلمان دوسرے پیشوایانِ مذاہب کی شان میں نازیبا لفظ تک بھی زبان پر لانا محرومی ایمان تصور کرتا ہے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ کا ایک بڑا کارنامہ

مختلف قوموں اور ملکوں میں وحدت و یگانگت پیدا کرنے والے یہ نکاتِ معرفت جو قرآن مجید اور اسلام نے پونے چودہ سو سال پہلے بیان کئے تھے۔ انہیں اس زمانہ میں ایک بار پھر دنیا کے سامنے کھلے طور پر پیش کرنے کا فخر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوا۔ آپؑ نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اپنوں اور بیگانوں کو اس زریں اصول پر کاربند ہونے کی طرف بار بار توجہ دلائی۔ آپؑ معنون مشمولہ چشمہ معرفت صفحہ ۔۔۔ پر فرماتے ہیں۔ کہ

"آج آسمان کے نیچے ایک ہی کتاب ہے جو اس اصول پر زور ڈالتی ہے کہ جن جن نبیوں اور رسولوں کو دنیا کی قومیں ... صادق مانتی چلی آئی ہیں۔ اور خدا نے عظمت اور قبولیت ان کی دنیا کے بڑے بڑے حصوں میں پھیلا دی ہے وہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہیں۔ زبان خلق نقارۂ خدا ایک مشہور مثال ہے پس جبکہ خدا نے کروڑوں انسانوں کے دلوں میں یہی الہام کیا۔ کہ وہ لوگ سچے ہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ خارق عادت کے طور پر ان کی نصرت اور مدد بھی کی۔ تو یہ ایک دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت وہ خدا کے دوست ہیں اور ان کی زمین خدا کی زمین ہے "

کتاب پیغام صلح جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک مشہور تصنیف ہے اس میں آپ ہندوستان میں بسنے والی اقوام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے ہموطنو! وہ دین دین نہیں جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اس کا سورج اور چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجا لاتے ہیں۔ اور اس کے پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں۔ کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسان سے مروت سے پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں "

آپؑ اسی کتاب "پیغام صلح" میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہے ہیں۔ بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن مجید میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے کہ جیسا کہ

خدا ہر ایک ملک کے مینوں کے لئے ان کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے۔ ایسا ہی اس نے ہر ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کہ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔ ...... قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی۔ اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا۔ ...... قرآن شریف نے جتنے نبی تھے۔ کیا یعقوبؑ اور کیا اسحٰقؑ اور کیا موسیٰؑ اور کیا داؤدؑ اور کیا عیسیٰؑ سب کی نبوت کو مان لیا اور ہر ایک قوم کے نبی خواہ ہند میں گذرے ہوں۔ اور خواہ فارس میں کسی کو مکار اور کذاب نہیں کہا بلکہ صاف طور پر کہہ دیا کہ ہر ایک قوم اور بستی میں نبی گذرے ہیں۔ اور تمام قوموں کے لئے صلح کی بنیاد ڈالی۔ مگر افسوس کہ اس صلح کے نبی کو ہر ایک قوم گالی دیتی ہے۔ اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔"

نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف "پیغام صلح" میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

"حق یہی ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضا مندی کی راہوں کی طرف دوڑنا۔ اور اس [illegible] اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور ان میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر ایک بنی نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے۔"

اسلام کی یہ زریں تعلیم تمام مذاہب کے پیروؤں میں محبت بڑھانے اور باہمی تعلقات کو درست رکھنے اور مواخات (بھائی چارہ) کا سلسلہ دنیا میں مضبوطی سے قائم کرنے کے لئے اس قدر اہم ہے کہ اگر دنیا کی سب قوموں اور مذاہب کے پیروکار اس پر عمل کریں تو بہت سے مناقشات جنہوں نے لوگوں کی زندگی کو تلخ بنا رکھا ہے دور ہو جائیں اور اختلاف مذاہب کے باوجود لوگ دنیا میں امن و سکون کے ساتھ رہ سکیں

جماعت احمدیہ کی مساعی

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امن اور صلح کی بنیاد ڈالنے والے اس زریں اصول کو عملی صورت دینے کی خاطر موجودہ امام جماعت احمدیہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی اس بے نظیر رواداری کی تعلیم کی اشاعت عامہ کے لئے پیشوایان مذاہب کے جلسوں کی بنیاد بھی رکھی گئی ہے۔ تاکہ ایسے جلسے کر کے دوسروں کو اسلام کے ان زریں اصولوں سے آگاہ کیا جائے۔ اور مختلف خیالات کے لوگوں کے درمیان مفاہمت اور رواداری کے جذبات پیدا کر کے ان میں ایسی روح پھونکی جا سکے کہ ایک ہی سٹیج سے مسلمان ہندوؤں کے اوتار سری کرشن جی مہاراج سری رامچندر جی۔ مہاتما بدھ اور دیگر انبیاء کی اور ہندو، عیسائی اور دیگر اقوام پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کریں۔

جماعت احمدیہ کا ہر فرد دوسرے مذاہب کے بزرگوں کا دل و جان سے احترام کرتا ہے۔ اور اپنی تقریروں۔ تحریروں اور مجالس میں اپنی پاکیزہ خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو جملہ مذاہب میں مواخات (بھائی چارہ) اور خوشگوار تعلقات کی تلقین کرتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک جہاں جہاں جماعت احمدیہ کی شاخیں پائی جاتی ہیں۔ ایسے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ ایک ہی سٹیج سے تمام مذاہب کے بانیوں۔ رسولوں اور اوتاروں کی تعریف و توصیف بیان ہو سکے اور ان کے پاکیزہ حالات زندگی بیان کئے جائیں۔ یہ طریق جملہ مذاہب کے لوگوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے اور ایک دوسرے کے مذہبی اصولوں اور تعلیمات کو سننے اور محبت واخوت کی فضاء میں ان پر غور کرنے کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔

آج سے نصف صدی قبل کی فضا کا موجودہ زمانہ کی فضاء سے مقابلہ کیا جائے تو بیشک اس میں ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے لیکن وہ دن دور نہیں۔ جبکہ اسلام کے اس زریں اصول "اتحاد بین الاقوام" کی طرف دنیا کامل طور پر رجوع کرنے کے لئے مجبور ہو گی۔ اسلام کی ایسی پُر حکمت تعلیم ہی امن کی ضامن ہو سکتی ہے کیونکہ یہ ہی آشتی اور صلح کی بنیاد ڈالنے والی اور رواداری کا سبق سکھاتی ہے۔

——— [illegible] ———

منقولات

حکومت کا مدبّرانہ اعلان

راجیہ سبھا میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر قانون مسٹر اے۔ کے سین نے اس بات کی تصدیق کی کہ حکومت مسلمانوں کے پرسنل لاء میں ترمیم کرنے کے لئے کسی کمیٹی کے تقرر کی تجویز پیش کرنا نہیں چاہتی۔ جہاں تک اقلیتوں کا تعلق ہے کسی قسم کی اصلاح کے لئے پہل ان کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ حکومت کی یہ پالیسی نہیں کہ وہ اقلیتوں کے نجی معاملات میں اپنی طرف سے کوئی پہل کرے۔ اگر مسلمانوں کی اکثریت خود پہل کرے تو مسلم پرسنل لاء میں اصلاح ہو سکتی ہے اور اس کے لئے ضروری اقدامات بھی کئے جا سکتے ہیں۔

ہمیں حکومت کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اس نے مسلم پرسنل لاء سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر کے اپنی سلامت روی کا اچھا ثبوت دیا ہے اور صرف اس اعلان سے مسلمانوں کا یہ شبہ دور ہو گیا ہے کہ حکومت علماء اسلام کو نظر انداز کر کے خود ہی مسلم پرسنل لاء میں دراندازی ہونا چاہتی ہے واقعی یہ خیال بہت صحیح ہے کہ مسلمانوں کی مرضی کے بغیر ان کے مذہبی اور نجی معاملات پر غور کرنے کے لئے کوئی سرکاری کمیٹی مقرر نہ کی جائے اور اس کی سفارش پر حکومت کوئی قدم نہ اٹھائے۔ پرسنل لاء یا نجی قانون خود اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نکاح۔ طلاق وراثت، ہبہ ارتداد وغیرہ مسائل مسلمانوں کے ذاتی اور مذہبی مسائل ہیں اور ان میں دخل دینے سے حکومت کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔ وزیر قانون کا یہ اعلان مسلمانوں کے لئے ایک گونہ تسلی بخش ہے کہ یہ اقلیتوں کے بارے میں کوئی اصلاحی قدم اٹھانے کے سلسلہ میں پہل ان ہی کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ یہی راہ سیدھی ہے اور ایک معقول اور امن پسند حکومت کو اسی راہ پر قدم رکھنا چاہیئے۔ ......

...... جو لوگ عائلی قوانین میں ترمیمات کا پیوند لگانا چاہتے ہیں وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اپنے پرسنل لاء میں جو اصلاحات کی ہیں۔ ان میں اسلام کے اثرات کو بہت زیادہ دخل ہے۔ ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی لڑکیوں کی وراثت۔ طلاق کی ضرورت اور اسی قسم کے دوسرے مسائل پر اسلام کی چھاپ لگی ہوئی ہے اور ان مسائل کا تصور مسلمانوں کے اسلامی پرسنل لاء نے دیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص خود اسلام ہی کو ترمیم کی سان پر چڑھانا شروع کر دے اور یہ مفروضہ قائم کرے کہ جب ہندو کوڈ میں ترمیم ہو سکتی ہے۔ تو اسلامی کوڈ میں کیوں ترمیم نہ ہو تو یہ احسان فراموشی کی بدترین مثال ہو گی۔ اگر کسی کو ترمیم یا حذف و اضافہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اس کی سیدھی راہ یہ ہے کہ وہ ان شخصیتوں کی طرف رجوع کرے جو اسلام میں اتھارٹی قرار دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد علماء اسلام کا فرض ہو گا کہ وہ عائلی قوانین کو حقوق و فرائض کے نقطۂ نظر سے زیادہ موثر، زیادہ مفید اور زیادہ کار فرما بنانے کی کوشش کریں اور اسلام کے سرچشموں سے مدد لے کر انہیں زیادہ ارفق بالطبع اقرب الی الکتاب بنا کر وقت کے تقاضوں کا ساتھ دیں۔ اس بات سے علماء کرام بے خبر نہیں رہ سکتے کہ موجودہ دور میں ان کے ثبت کردار کو [illegible] البتہ ہماری غرض یہ ہے کہ علماء کو ضروری اقدامات کے سلسلہ میں زیادہ تاخیر نہ کرنی چاہیئے کیونکہ زمانہ سرعت کے ساتھ تبدیل ہو رہا ہے اور حقائق کی قدروں میں تیزی کے ساتھ تبدیلی آ رہی ہے۔ علماء کو ثابت کرنا ہے کہ اسلام ایک نمو کی قوت ہے۔ اور اس میں ہر زمانہ کا علاج موجود ہے اور اس نے کوئی ایسا قانون نہیں دیا ہے جس پر مسلمانوں کو پشیمان ہونا پڑے۔

بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ حکومت نے اسلامی قوانین کے سلسلے میں اپنے موقف کا غلط استعمال نہیں کیا ہے۔ اور یہ اطمینان دلایا ہے کہ اکثریت کی مرضی کے بغیر وہ خود کوئی اقدام نہیں کرے گی۔ اور مسلمانوں کے معاملات خود ان ہی کے صوابدید پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔"

(الجمعیۃ دہلی ۲۲/۸/۶۳)

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار کے گھر میں ایک لمبے عرصہ سے اولاد نہیں۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں دردمندانہ درخواست ہے کہ دعا فرمائی جائے کہ مولا کریم مجھے نیک صالح اور عمر والی اور صحت والی اولاد عطا کرے آمین ثم آمین

خاکسار شیخ عبد الرحمٰن احمدی از کیرنگ اڑیسہ

(۲) خاکسار کے بڑے بھائی سید احتشام الدین احمد صاحب ان دنوں بعارضہ نمونیہ سخت علیل ہیں کمزوری کافی ہے۔ ڈاکٹر نے پھیپھڑے کی کمزوری بتلایا ہے احباب جماعت اور درویشان قادیان دردمندانہ التجا ہے کہ ان کی شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔

(۳) خاکسار کی اہلیہ ان دنوں بعارضہ خون کی کمی کے علیل ہیں۔ نیز خاکسار کا عزیز جاوید اللہ ربیعہ [illegible] میں مبتلا ہے احباب جماعت اور درویشان کرام سے شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار سید حمید الدین احمد جمشید پور

(۴) اہلیہ صاحبہ عبد المحی گنائی رشی نگر

وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمادیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۳۶۴ منکہ شیخ تاج الدین ولد شیخ ولی محمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت پنشنر عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۲۹ء ساکن جموں حال سرینگر ڈاکخانہ سرینگر ضلع سرینگر صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ ر جولائی سنہ ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے صرف میری ماہوار پنشن مبلغ ۵۵ روپے ہے جس اپنی ماہوار آمد بصورت پنشن جو ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ جو ۱/۱۰ کے حساب سے مبلغ ۵ ۵۵ ماہوار بنتے ہیں، یہ رقم ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور جس وقت بھی کمی بیشی ہوگی اس کے متعلق بھی وقتاً فوقتاً مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع دوں گا۔ اگر اس کے علاوہ میری جائیداد ہو کہ میں پیدا کروں یا بن جائے تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ موجود ہوگی اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا یہ چند حروف بطور وصیت نامہ لکھ دیئے گئے کہ سند رہے۔ فقط والسلام تحریر ۳/۷/۶۳ تین جولائی سنہ ۱۹۶۳ء

العبد شیخ تاج الدین اورسیر پنشنر پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ کشمیر

زدن ملے راج باغ متصل پولیس اسٹیشن سرینگر کشمیر ۲/۷/۱۹۶۳

گواہ شد شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ حال اصلاح بلڈنگ مائیسماں بازار سرینگر کشمیر ۲۶/۶/۶۳ ۔ گواہ شد محمد کریم الدین مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر

کاتب ہذا شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حال سرینگر ۳-۷-۶۳

نمبر ۱۳۳۶۵ میں مسماۃ حسین بی بی زوجہ مستری تاج الدین صاحب قوم بٹ پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن جموں حال سرینگر ڈاکخانہ سرینگر ضلع سرینگر صوبہ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ر جولائی سنہ ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) حق مہر مبلغ چھ صد روپیہ ۶۰۰/- جس میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور یہ رقم مذکور وصیت منظور ہونے پر یکمشت ادا بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دفتر محاسب میں جمع کرادوں گی یہ رقم مذکور مبلغ ۶۰/- (ساٹھ روپیہ) بنتے ہیں۔ جو کہ فوری ادا کروں گی۔

(۲) پختہ مکان مع زمین وغیرہ جس کی قیمت اندازاً مبلغ تیس ہزار روپیہ ۳۰۰۰۰/- ہے اور اس میں سے میرا ۱/۸ حصہ ہے۔ دیگر سات حصے میرے ورثاء کے ہیں۔ گویا کل رقم تین ہزار سات سو پچاس روپیہ ۳۷۵۰/- میرے حصہ کی بنتی ہے اس ۔۔۔ مبلغ تین ہزار سات سو پچاس روپیہ میں سے ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ مبلغ تین صد پچھتر روپیہ ۳۷۵/- جو مبلغ مذکور کے ۱/۱۰ حصہ کی رقم بنتی ہے یہ رقم اپنی زندگی میں انشاء اللہ تعالیٰ ادا کروں گی۔

(۳) اس کے علاوہ ایک جوڑا بالیاں طلائی جن کی اندازاً قیمت پچاس روپیہ ہے اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کردوں گی۔ اب کل رقم جو میرے ذمہ حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ کی بنتی ہے وہ یہ ہے حق مہر میں سے ۶۰/- مکان وغیرہ میں ۳۷۵/- بالیاں میں سے ۵/- میزان ۴۴۰/- روپے قابل ادا ہے جو زندگی میں ادا کردوں گی۔

(۴) میری اس مندرجہ صدر جائیداد کے علاوہ اگر میں مزید جائیداد پیدا کروں تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور میرے مرنے کے بعد بھی جس قدر میری جائیداد ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہٰذا یہ چند حروف بطور وصیت نامہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھ دیتی ہوں کہ سند رہے فقط تحریر ۲/۷/۶۳

الامۃ بقلم خود حسین بی بی ۲/۷/۱۹۶۳ ۔ گواہ شد شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ اصلاح بلڈنگ مائیسماں بازار امیرا کدل سرینگر کشمیر بقلم خود ۲/۷/۶۳

گواہ شد بالو تاج الدین پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر بقلم خود ۲/۷/۶۳

کاتب ہذا شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ حال سرینگر۔

نمبر ۱۳۳۶۶ میں شاہ شہاب احمد ولد شاہ رشید الدین صاحب قوم سید پیشہ لیکچرار عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن اورنگ آباد ضلع گیا صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ ر جولائی سنہ ۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت ماہوار آمد تین سو سترہ روپیہ ۳۱۷/- روپے ہے میں تاحیات اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

فقط المرقوم تاریخ ۴ ر ماہ جولائی سنہ ۱۹۶۳ء

العبد موصی شاہ محمد شہاب احمد

گواہ شد عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفر پور بہار ۴/۷/۶۳ گواہ شد سید داؤد احمد بھارت میڈیکل ہال مظفر پور۔

پروگرام دورہ مکرم مرزا منور احمد صاحب معاون ناظر بیت المال و مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال جماعتہائے احمدیہ کشمیر و جموں از ۱/۹/۶۳ تا ۲۱/۱۰/۶۳

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ جموں و کشمیر کے عہدیداران مال کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مرزا منور احمد صاحب معاون ناظر بیت المال و مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مورخہ ۱/۹/۶۳ تا ۲۱/۱۰/۶۳ بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران کماحقہ تعاون فرمادیں گے۔ ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	-	-	۱-۹-۶۳
۲	جموں	۱-۹-۶۳	۱	۳
۳	چارکوٹ	۳	۳	۷
۴	پونچھ	۷	۱/۲	۸
۵	سلواہ گورساہی	۸	۵	۱۴
۶	چارکوٹ	۱۴	۱	۱۵
۷	جموں	۱۵	۱/۲	۱۶
۸	بھدرواہ	۱۶	۲	۱۹
۹	سرینگر	۱۹	۲	۲۱
۱۰	کنی پورہ	۲۱	۴	۲۵
۱۱	یاڑی پورہ	۲۵	۱	۲۶
۱۲	چک ایمرچھ	۲۶	۲	۲۸
۱۳	ماندوجن	۲۸	۱/۲	۲۹
۱۴	آسنور	۲۹	۳	۲-۱۰-۶۳
۱۵	رشی نگر	۳-۱۰-۶۳	۲	۶
۱۶	شوپیاں	۶	۲	۸
۱۷	اننت ناگ	۹	۱	۹
۱۸	ہاری پاری گام	۹	۱ ۱/۲	۱۱
۱۹	سرینگر	۱۱	۱	۱۲
۲۰	بانڈی پورہ	۱۲	۲	۱۴
۲۱	سرینگر	۱۵	۴	۲۰
۲۲	جموں	۲۰	۱/۲	۲۱
۲۳	قادیان	۲۱	-	-

صدقات

صدقہ و خیرات صرف روحانی بیماریوں کا ہی علاج نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف و مصائب سے بچنے اور ان سے نجات پانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ صدقات کی رقوم بھی بخاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائی جانی چاہئیں۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۶ر اگست۔ آج لوک سبھا میں بتایا گیا کہ چینی یکم اپریل ۱۹۶۳ء کے بعد دس دفعہ بھارتی علاقہ میں گھسے اور اتنی ہی بار بھارت کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی۔ شری پی۔سی۔ بروا اور ۳۲ دیگر ممبروں کے سوال کے جواب میں نائب وزیر دفاع شری ڈی۔آر۔ چوان نے بتایا کہ ان تمام خلاف ورزیوں کے بارے میں چین سرکار سے پروٹسٹ کیا جا چکا ہے۔ کولمبو طاقتوں کو بھارتی علاقہ میں گھسنے کے ان واقعات سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ ضمنی سوالات میں مداخلت کرتے ہوئے پردھان منتری نے کہا کہ چینیوں نے لداخ کی غیر فوجی زون میں کئی سول چوکیاں قائم کر لی ہیں۔ بھارت نے اپنا فوجی عملہ نیفا یا لداخ میں نہیں بھیجا۔ شری ایچ وی کامتھ نے دریافت کیا کہ ستمبر ۱۹۶۲ء کو حملہ کے بعد سے چینیوں کے قبضہ میں بھارت کا کل رقبہ کتنا ہے۔ شری نہرو نے جواب دیا کہ اس وقت نیفا میں عملی طور پر کوئی علاقہ چینیوں کے قبضہ میں نہیں۔ لداخ میں چینیوں کی غیر فوجی زون میں کئی چوکیاں ہوا کرتی تھیں۔ بھارت کی بھی وہاں کئی چوکیاں تھیں۔ اور یہ بہت مشکل ہے کہ کون کس علاقہ پر قابض ہے۔

امرتسر ۲۶ر اگست۔ خالصہ کالج امرتسر کی اگریکلچر کلاسوں کے پانچ سو کے قریب طلباء کی ہڑتال آج خطرناک صورت اختیار کر گئی۔ بلکہ ہڑتال بڑھتے کالج کے باقی جماعتوں کے تقریباً ۳ ہزار طلباء میں بھی پھیلنے کا ڈر پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس خدشہ کے پیش نظر کالج کے پرنسپل نے کالج کو ۲۶ سے ۲۸ اگست تک تین دن کے لئے بند کر دیا۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس ہڑتال کے امرتسر کے دوسرے کالجوں میں بھی پھیلنے کا خدشہ ہے۔ کل سے ایک طالب علم گوردا س سنگھ نے کالج گراؤنڈ میں بھوک ہڑتال شروع کی تھی۔ اس کی بھوک ہڑتال آج بھی جاری رہی طلباء کی طرف سے پُر امن مظاہرے جاری ہیں۔ کالج کے احاطہ میں پولیس کی بھاری جمعیت موجود ہے۔ جن میں ٹیئر گیس سکوڈ بھی ہیں۔ پولیس نے کالج ہوسٹل کے کئی کمروں پر بھی اپنا قبضہ جما رکھا ہے۔ اور طلباء کی طرف سے پولیس کی موجودگی کے خلاف زبردست پروٹسٹ کیا گیا۔

جالندھر ۲۴ر اگست۔ بھارتی کمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین شری ڈانگے نے آج یہاں پریس کانفرنس میں وزیر خزانہ شری مرار جی ڈیسائی اور وزیر خوراک شری ایس کے پاٹل کی مرکزی وزارت سے علیحدگی پر مسرت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ وہ وزارت میں رجعت پسند اور اجارہ دار مفادات کی نمائندگی کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ شری مرار جی ڈیسائی کی مالی پالیسیاں کانگرس کی پالیسیاں تھیں۔ مگر انہوں نے ان پالیسیوں کو عوام دشمنی کی رنگت دے دی تھی۔ شری پاٹل کے بارے میں انہوں نے کہا کہ وہ وزارت میں امریکہ کے تھوک فروشوں کے نمائندہ تھے۔ ان کی غذائی اور مالی دونوں پالیسیاں اینٹی نیشنل تھیں۔ اسلئے یہ خوشی کی بات ہے کہ انہیں وزارت سے الگ کر دیا گیا ہے اور اب اگر پالیسی میں تبدیلی کی کوشش ہوئی تو وزارت میں اس کی مزاحمت کمزور ہو جائے گی۔ انہوں نے پچھلے سال کے مرکزی بجٹ کو عوام دشمن قرار دیا اور کہا کہ عوام کو اب زیادہ تیزی سے حرکت میں آنا چاہیئے تاکہ ان رجعت پسند وزراء کی علیحدگی کے بعد رجعت پسند پالیسیاں بھی ختم کی جا سکیں۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے مزید اجتماعی کارروائی کی ضرورت ہے۔ انہوں نے بھارتی ٹیکسوں کی مذمت کی اور کہا کہ شری مرار جی ڈیسائی کے یہ ٹیکس دیش کی رفاع کے لئے نہیں بلکہ سٹہ بازوں کے رفاع کے لئے لگائے گئے تھے۔ یہ درست ہے کہ ملکی دفاع کے لئے وسائل کی ضرورت ہے۔ مگر یہ وسائل بنکوں کی نیشنلائیزیشن اور درآمد برآمد تجارت سرکاری ادارہ کے ذریعہ لے کر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

سری نگر ۲۴ر اگست۔ جموں و کشمیر کے وزیر اعظم بخشی غلام محمد نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے پرستاؤ پر عہدہ سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ انکی آج کشمیر وزارت نے منظوری دے دی۔ یہ منظوری وزارت کی طویل ہنگامی میٹنگ میں دی گئی جو کہ بخشی غلام محمد کا مجوزہ استعفٰے پر غور کرنے کے لئے بلائی گئی تھی۔

نئی دہلی ۲۶ر اگست۔ پنجاب کے مکھیہ منتری پنڈت نہرو سے ملاقات کی۔ وہ مرکزی وزرا شری شاستری، شری ڈیسائی۔ شری جگجیون رام اور شری گوپالا ریڈی سے بھی ملے جن کے استعفٰے منظور کرنے کا اعلان ہو چکا ہے۔

امرتسر ۲۶ر اگست۔ خالصہ کالج امرتسر کے علاوہ پنجاب کے دیگر چار کالجوں میں اگریکلچرل کلاس کے طلباء کی ہڑتال ۲۹ر جولائی سے جاری ہے۔ طلباء کے پانچ مطالبات مندرجہ ذیل ہیں

(۱) فیسوں میں کمی کی جائے (۲) امتحان میں پاس ہونے کے لئے کل نمبروں میں سے پچاس فی صدی کی بجائے ۴۰ فی صدی نمبر حاصل کرنے والے طلباء کو پاس کیا جائے (۳) گریس نمبروں کی جو رعایت دی گئی ہے وہ اپریل ۱۹۶۳ء سے لاگو کی جائے (۴) امتحانات ہر بارہ مہینے کے بعد پرانا طریقہ ہو سالانہ کئے جائیں (۵) پڑھائی کے کورس کم کئے جائیں۔

باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے ہڑتالیوں کے چند ایک مطالبات منظور کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔

بقایادار احباب توجہ فرمائیں!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”جو شخص تین ماہ میں چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی منافق اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔“

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو۔ ایسا شخص اپنے تاریک انجام کے متعلق خود غور کر سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔“

ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اپنی ذمہ داری کا پورا احساس کریں اور اپنی ذاتی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلےٰ نمونہ پیش کریں اور اپنے ذمہ بقایا چندہ جات کی رقوم کو جلد از جلد ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

بعض جماعتوں کے ذمہ بقایا کی کثیر رقوم واجب الادا ہیں ان کو چاہیئے کہ ابھی سے اپنے موجودہ چندوں کے ساتھ ساتھ بقایا جات کو بھی ادا کرنا شروع کر دیں۔ تاکہ آخر مالی سال تک ان کے چندوں کا تمام حساب صاف ہو سکے۔

جملہ امراء و صدر صاحبان اور مبلغین سلسلہ سے اس بارہ میں خاص کوشش اور تعاون کی درخواست ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام احباب کو اپنے فضل سے فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

نئی دہلی ۲۶ر اگست۔ شری اے ایم ٹامس ڈپٹی فوڈ منسٹر نے آج راجیہ سبھا میں شری سیتارام جے پوریہ کو ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ گورنمنٹ مستقل طور پر ۵ لاکھ ٹن کھانڈ کا ذخیرہ جمع رکھنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ لیکن یہ ذخیرہ کرنے میں ابھی کچھ سال لگ جائیں گے۔ راجیہ سبھا میں بلا ٹکٹ مسافروں کے متعلق پیش کئے ایک بیان میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۶۳-۱۹۶۲ء میں ۵۰،۵۷،۲۵۰ بلا ٹکٹ مسافر ریلوں پر سفر کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ جن سے ۱۳ لاکھ ۲۳ ہزار روپیہ بطور جرمانہ وصول کیا گیا جبکہ ۵۲۱۰ اشخاص کو جرمانہ ادا نہ کرنے پر جیل بھیج دیا گیا۔

لندن ۲۴ر اگست۔ روس کی مختلف وسط ایشیائی ری پبلکوں کے جو اخبارات یہاں پہنچے ہیں ان میں شائع شدہ خبروں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وسط ایشیا میں چین اور روس کی سرحدوں پر کشیدگی میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ جو رپورٹ ”قزاقستان پراودا“ میں شائع ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بہت بڑی فوجی کارروائی سنکیانگ سے ملحقہ روسی سرحد پر ہوئی ہے پہلے ہی کئی ماہ سے یہ خبریں آ رہی ہیں کہ سنکیانگ میں بھی مسلمانوں کے خلاف کئی چھوٹی بڑی بغاوتیں ہو چکی ہیں اور چینی حکام کی طرف سے انہیں دبایا جا چکا ہے۔ ان بغاوتوں کے پیچھے روس کا ہاتھ ہے۔ روس میں سنکیانگ سے بھاگنے والوں کا کھلے دل سے سواگت کیا گیا۔ لیکن روس سے آنے والی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ روس کو زیادہ فکر اس بات کا ہے کہ چینی ایجنٹوں کو روس کی سرحدوں کے اندر داخل ہونے سے روکا جائے۔

درخواست دعا

میرا بچہ عزیز نصیر الدین جو پاکستان میں تعلیم حاصل کر رہا ہے عرصہ سے بیمار چلا آ رہا ہے عزیز کی صحتیابی کے لئے تمام افرادِ جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خورشید جہاں بنت فی۔ مونگھیر